خلافتِ حضرت ابوبکر صدیقؓ

از

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخِ احمدیت

النّاشر
ادارۃ المصنّفین ربوہ

خلافتِ حضرت ابوبکر صدیقؓ

از

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخِ احمدیت

الناشر
ادارۃ المصنّفین ربوہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تعارف

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورّخ احمدیت نے جلسہ سالانہ ۱۹۷۵ء کے موقع پر "خلافتِ حضرت ابوبکر صدّیقؓ" کے متعلق تقریر فرمائی تھی اور نظرثانی کرتے وقت انہوں نے اس میں بعض مفید حوالہ جات اور مضامین کا اضافہ کیا ہے اِس طرح یہ تقریر ایک مستقل تصنیف بن گئی جسے طبع کرا کر احباب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

قابل مصنّف نے اِس تصنیف میں حضرت ابوبکر صدّیقؓ کی خلافت کے پس منظر کو تاریخی لحاظ سے پیش کیا ہے اور مستشرقین اور دیگر معترضین نے آپکی خلافت کے متعلق جو اعتراضات کئے ہیں ان کا مفصّل اور مسکت جواب دیا ہے اور بتایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدّیقؓ کی خلافت سُورۃ نُور میں اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ فرمان کے عین مطابق ہے اور جو وعدے خلافتِ حقّہ کے ساتھ وابستہ کئے گئے تھے وہ بہ تمام وکمال آپ کے عہدِ مبارک میں پُورے ہوئے اور یہ امر واضح ہو گیا کہ آپ کی خلافت، خلافتِ حقّہ تھی اور خدا تعالیٰ کے منشا کے عین مطابق تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ مولانا موصوف کی

تصنیف کو بابرکت بنائے اور مزید خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔
احباب سے درخواست ہے کہ وہ خود بھی اِس کتاب سے استفادہ کریں اور اپنے حلقہ احباب میں بھی اِس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی کوشش کریں۔ وباللہ التّوفیق ؛ والسّلام

خاکسار

ابُوالمنیر نُورالحق

منیجنگ ڈائریکٹر ادارۃ المصنّفین ربوہ

۱۵ر نومبر ۱۹۷۶ء

الفہرس

—INDEX—

نمبر شمار	عنوان	صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَھْدِیِّ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (الاحزاب: ۵۷)
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ

ؔ
اہلِ تثلیث کہ تھے جھوٹی اداؤں والے
شرک و بدعت کی گھٹا ٹوپ گھٹاؤں والے
وقت جب آیا تو پھر ایک خدا والے نے
کیسے مغلوب کئے تین خداؤں والے

مذہبی تاریخ کا اہم موضوع

امیرالمومنین خلیفۃُ الرّسول سیّدنا حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ آیتُ اللہ اور بُرہانِ محمدؐ تھے۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ آپ کی عظیم شخصیت، آپ کا مقامِ صِدّیقیّت اور آپ کا بابرکت عہدِ خلافت، اِسلام کی مذہبی تاریخ کا ایک نہایت اہم موضوع ہے۔ علمِ تاریخ سے دینی مباحث کو بہت کچھ مدد ملتی ہے۔ اپنی تاریخ سے آگاہ ہونا اَقوام کی ترقی میں ایک بہت بڑا محرّک ہوتا ہے۔ اور صحیح تاریخ ایک عمدہ مُعلّم ہے جو بہت سے اعلیٰ مقاصِد کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ قرآنِ مجید سے بڑھ کر یقینی اور بُنیادی ماخذ، مستند تاریخ کا، اَور کوئی نہیں ہوسکتا ؎

ہے فقط قرآں ہی دُنیا میں کتابِ زندگی
کھولتا ہے جس کا ایک اِک لفظ بابِ زندگی

(حسن رہتاسی)

آیتِ استخلاف — رَوشنی کا مینار

قرآنِ مجید میں حضرت ابوبکر صِدّیقؓ کے وجودِ مقدّس اور آپ کے مُبارک زمانۂ خلافت کی نسبت جابجا رَوشنی ملتی ہے۔ اور مختلف مکاتیبِ فکر سے متعلق قدیم مفسّروں، متکلّموں، مصنّفوں اور دیگر بزرگوں نے ان کا مفصّل تذکرہ بھی

الكعبة المعظمة في المسجد الحرام بمكة المكرمة

حقوق النقل والطبع والنشر محفوظة ومسجلة باسم مصوره في ذي الحجة سنة ١٣٢٥ هجرية اللواء ابراهيم رفعت باشا امير الحج المصري

فرمایا ہے مگر مَیں آج بنیادی طور پر جس آیتِ کریمہ کو پیش کرنا چاہتا ہوں وہ فرقانِ حمید کی شہرۂ عالَم اور معرکۃ الآراء آیت۔ آیتِ استخلاف۔ ہے جو سُورۂ نُور میں درج ہے اور اس باب میں قیامت تک کے لئے روشنی کا مینار ہے۔

اللہ جلّشانہٗ وعزّ اسمہٗ فرماتا ہے :۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ۠ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (النّور : ۵۶)

یعنی "خدا نے تم میں سے بعض نیکو کار ایمان داروں کے لئے یہ وعدہ ٹھیرا رکھا ہے کہ وہ اُنہیں زمین پر اپنے رسُولِ مقبولؐ کے خلیفے کرے گا۔ ("خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دُور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں"۔ ملفوظاتِ مسیح موعودؑ جلد ۴ صفحہ ۳۸۳) انہیں کی مانند جو پہلے کرتا رہا ہے اور اُن کے دین کو کہ جو اُن کیلئے اسنے پسند کر لیا ہے یعنی دینِ اسلام کو، زمین پر جما دے گا اور مستحکم اور قائم کر دے گا اور بعد اس کے کہ ایمان دار خوف کی حالت میں ہوں گے یعنی بعد اُس وقت کے کہ جب بباعثِ وفات حضرت خاتم الانبیاء

صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ خوف دامنگیر ہوگا کہ شاید اب دین تباہ نہ ہو جائے تو اُس خوف اور اندیشہ کی حالت میں خدائے تعالیٰ خلافتِ حقّہ کو قائم کر کے مسلمانوں کو اندیشۂ ابتریِ دین سے بے غم اور امن کی حالت میں کر دے گا وہ خالصتًا میری پرستش کریں گے اور مجھ سے کسی چیز کو شریک نہ ٹھیرائیں گے ۔"

(ترجمہ از براہینِ احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۲۳۵، صفحہ ۲۳۶ حاشیہ)

تین پیشگوئیاں

یہ آیتِ کریمہ تین واضح پیشگوئیوں پر مشتمل ہے :۔

اوّل: یہ کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لانے اور اعمالِ صالحہ بجالانے والوں میں سے بعض وجود آنحضرتؐ کے بعد یقینًا مقامِ خلافت پر فائز ہوں گے۔

دوم: خدا تعالیٰ اپنے تصرّفِ خاص سے ان خُلَفاء کو خود اس منصب پر کھڑا کریگا۔

سوم: خُلَفاءِ رسُولؐ کے ذریعہ دین کو تمکنت ملے گی اور خوف کا ماحول امن میں بدل جائے گا۔

اب آئیے قرآنِ مجید اور واقعات کی رَوشنی میں تحقیق کریں کہ ان آسمانی خبروں کے مطابق کون سا پاک وجود خلافتِ اُولیٰ کی مسند کے لئے مقدّر تھا اور کِس طرح اس کی شخصیّت اور خلافت کے ذریعہ خدائی وعدوں کا ظہور ہُوا ؟؟؟

آیتِ استخلاف میں پہلی پیشگوئی

آیتِ استخلاف میں پہلی پیشگوئی یہ کی گئی تھی کہ نظامِ خلافت کا قیام بعض مومنوں اور اعمالِ صالحہ بجالانے والوں کے ذریعہ معرضِ وجود میں آئے گا۔

قرآن مجید کا یہ زبردست معجزہ ہے کہ اس نے دوسرے مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے معاً بعد خلیفۃ الرسولؐ بننے والے برگزیدہ وجود کا خصوصی ذکر کر دیا ہے چنانچہ آنحضرتؐ کو بطور عبارت النص اور حضرت ابوبکرؓ کو بطور اشارۃ النص "ثانی اثنین" قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ (التوبہ : ۴۰)

فرمایا: اگر تم اِس رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مدد نہ کرو تو (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ اُس وقت بھی اِس کی مدد کر چکا ہے جبکہ اسے کافروں نے دو میں سے ایک کی صورت میں نکال دیا تھا جبکہ وہ دونوں (یعنی آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکرؓ) غار میں تھے اور آنحضرتؐ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کچھ غم نہ کرو اللہ یقیناً ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اپنی سکینت نازل فرمائی اور آپ کی مدد ایسے لشکروں سے کی

جن کو تم نہیں دیکھتے تھے اور کافروں کی بات کو نیچا اور پست کر دیا اور اللہ کی بات ہی اُونچی اور بلند ہو کر رہتی ہے۔ اور اللہ بے حد غالب اور بہت حکمتوں والا ہے۔

اِس آیت میں جس خوش نصیب وجُود، صاحبُ النّبی اور خدا کی معیّت میں رسُولِ عَربی کے ساتھ شامل ہونے والے کا ذِکر ہے وہ پُوری ملّتِ اسلامیہ کے نزدیک بالاتّفاق حضرت ابوبکر صِدّیقؓ ہیں جن پر (آپ کے بے مثال خُلوص، عدیم النظیر ایثار اور قابلِ رشک فدائیّت کے باعث) خدائے ذوالعرش کی نظرِ انتخاب پڑی اور انہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خاص وحی اور الہام کی بناء پر ہجرتِ مکّہ کے اضطراب انگیز موقعہ پر اپنا رفیقِ سفر بنایا ؎

ہر مدّعی کے واسطے دار و رسن کہاں
یہ مرتبہ بلند ملا، جس کو مِل گیا

(حضرت امام محمد مہدیؒ کے والد) حضرت امام حسن عسکریؒ کی تفسیر میں بروایت حضرت امام باقر علیہما السّلام لکھا ہے:۔

" فَاِنَّ اللّٰهَ تعالیٰ اَوْحٰی اِلَیْهِ یَا مُحَمَّدُ ... اَنَّ اَبَا جَهْلٍ وَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَیْشٍ قَدْ دَبَّرُوْا یُرِیْدُوْنَ قَتْلَكَ .... وَاٰمُرُكَ اَنْ تَسْتَصْحِبَ اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهٗ اِنْ اٰنَسَكَ وَسَاعَدَكَ وَوَازَرَكَ وَثَبَتَ عَلٰی تَعَاهُدِكَ وَتَعَاقُدِكَ كَانَ فِی الْجَنَّةِ مِنْ رُفَقَائِكَ وَفِیْ غُرُفَاتِهَا مِنْ خُلَصَائِكَ ... ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِاَبِیْ بَكْرٍ اَرَضِیْتَ اَنْ تَكُوْنَ مَعِیَ یَا اَبَا بَكْرٍ

تُطْلَبُ كَمَا اُطْلَبُ وَتُعْرَفُ بِاَنَّكَ اَنْتَ الَّذِیْ تَحْمِلُنِیْ عَلٰی مَا اَدَّعِیْهِ فَتَحْمِلُ عَنِّیْ اَنْوَاعَ الْعَذَابِ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَّا اَنَا لَوْعِشْتُ عُمْرَ الدُّنْیَا اُعَذَّبُ فِیْ جَمِیْعِهَا اَشَدَّ عَذَابٍ لَا یَنْزِلُ عَلَیَّ مَوْتٌ مُرِیْحٌ وَلَا فَرَجٌ مُنِیْحٌ وَکَانَ ذَالِکَ فِیْ مُحَبَّتِکَ لَکَانَ ذَالِکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَتَنَعَّمَ فِیْهَا وَ اَنَا مَالِکٌ لِجَمِیْعِ مَمَالِکِ مُلُوْکِهَا فِیْ مُخَالَفَتِکَ مَا اَهْلِیْ وَوَلَدِیْ اِلَّا فِدَاؤُکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا جَرَمَ اِنِ اطَّلَعَ اللّٰهُ عَلٰی قَلْبِکَ وَوَجَدَ مَا فِیْهِ مُوَافِقًا لَهَا لِمَا جَرٰی عَلٰی لِسَانِکَ جَعَلَکَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ وَبِمَنْزِلَةِ الرُّوْحِ مِنَ الْبَدَنِ ؎

(تفسیر الامام حسن عسکری ص ۲۳۰، ص ۲۳۱،
زیر آیت اوکلما عاهدوا عهدا بروایت حضرت
امام باقرؒ مطبوعہ ۱۳۱۰ھ مطبع جعفری)

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اطلاع دی کہ ابوجہل اور دیگر رُؤسائِ قریش نے آپ کے قتل کا خفیہ منصوبہ بنایا ہے (یہ شرمناک سازش ایک جدید تحقیق کے مطابق ۷ر ستمبر ۶۲۲ء کو ہوئی تھی[1]) خدا تعالےٰ

---

[1] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو خاکسار کا مقالہ مطبوعہ اخبار "لاہور" مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۷۵ء ص ۱۰-۱۳

نے فرمایا مَیں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر ہجرت کی تیاری کریں اگر ابوبکرؓ ہجرت میں رفاقت پسند کریں اور محبت و الفت سے آپ کی مدد کریں اور آپ کے ساتھ قدم مِلا کے چلیں تو وہ جنّتُ الفردوس میں آپ کے دیگر مُحبّین و مخلصین کے ساتھ بلند ترین مقامات پر ہوں گے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے پوچھا کہ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میرے ہمسفر ہوں اور آپ کے متعلق یہ جانا جائے کہ جو کچھ میں دعویٰ کر رہا ہوں آپ ہی مجھے اس پر ابھار رہے ہیں اور پھر میری وجہ سے آپ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوں۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسولَ اللہ اگر مَیں قیامت تک بھی زندہ رہوں اور مجھے زندگی بھر ہر طرح کے ایسے ہولناک دُکھوں اور عذابوں میں مُبتلا کیا جائے کہ جن سے نہ تو موت ہی آکر مجھے آرام پہنچا سکے اور نہ نجات کی کوئی اَور راہ مل سکے تو بھی مجھے یہ گوارا ہوگا بشرطیکہ یہ سب کچھ حضور کی محبّت و عقیدت کے "جرم" کی پاداش میں مجھے بھگتنا پڑے۔ یا رسولَ اللہ مَیں آپؐ کے قربان جاؤں گھر بار کیا چیز ہیں اگر مَیں روئے زمین کے ان تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہو جاؤں جو حضورؐ کے مخالف ہیں اور مجھے نہایت ہی عیش و عِشرت کی زندگی حاصل ہو جائے تو بھی مَیں اس شہنشاہیت کو پائے اِستحقار سے ٹھکرا دوں گا اور ہفت اقلیم کی سب بادشاہتوں پر حضورؐ کی غلامی کو ترجیح دوں گا۔

یہ سُن کر حضرت رسولِ مقبولؐ نے فرمایا ابوبکرؓ! ضروری ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے تیرے دل پر اطلاع پاکر، جو کچھ تیری زبان پر جاری ہوا ہے، اُسے تیرے دل

(غار ثور) رسم احمد صابر ناظر تـكية مكة

خیالات کے موافق پایا ہے تو وہ تجھے مجھ پر بمنزلہ سمع وبصر کے اور بمنزلہ سے اور بمنزلہ روح کے بدن سے بنا دیگا (یعنی تو میرا نمائندہ اور نائب ہوگا)

ثانیَ اثنین کی خِلعتِ آسمانی

میرے بزرگو اور بھائیو! اگر آپ واقعۂ غار سے متعلق آیتِ کریمہ کا باریک نظری سے مطالعہ فرمائیں تو آپ یقیناً اِس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ جہاں اللہ جلّشانہٗ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سُورۃِ نجم میں قاب قوسین کے پُرجلال تخت پر متمکن فرمایا ہے اور مظہرِ اتمِّ الوہیّت کے تاجِ شاہی سے مفتخر کیا ہے وہاں اِس آیت میں حضرت ابوبکرؓ صِدّیق رضؓ جیسے مقبولِ بارگاہِ الٰہی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قُربِ خاص سے نوازا گیا اور بالواسطہ ثانیَ اثنین کی خِلعتِ آسمانی پہنائی گئی ہے۔ مزید غور وفکر سے یہ نکتۂ معرفت بھی کُھلتا ہے کہ غارِ ثور میں یہ اعزاز جو کسی اَور وجُود کو نہیں بخشا گیا محض وقتی اور ہنگامی چیز نہیں بلکہ یہ ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں پر محیط ہے اور اس میں علاوہ غار کے اندر صاحبُ النبیؐ ہونے کے تین اَور حیثیتوں سے بھی حضرت ابوبکرؓ کے بالواسطہ ثانی اثنین ہونے کی شانِ ارفع واعلیٰ اور اکمل و اتم کی نشان دہی کی گئی ہے۔

آپ اِس حیثیت سے بھی "ثانیَ اثنین" ہیں کہ آزاد مردوں میں سب سے اوّل آپ ایمان لائے۔

آپ اِس اعتبار سے بھی "ثانیَ اثنین" تھے کہ نبوّت کے بعد دوسرے درجہ

یعنی صِدّیقیت پر ممتاز ہوئے اور صِدّیق کہلائے۔

پھر خدائے عزّ وجلّ نے آپ کو اس وجہ سے بھی "ثانیَ اثنین" ہونے کا شرف عطا کیا کہ باری تعالیٰ کے عِلم میں آپ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وِصال پر خلیفۂ اوّل بننے والے تھے اور اپنے عہدِ خلافت کو کامیابی سے گزارنے کے بعد آنحضرتؐ کے بالکل ساتھ ایک پہلو میں تدفین کی سعادت پانے والے تھے۔

اب مَیں "ثانیَ اثنین" کے عظیم الشّان خطاب کے اِن تینوں پہلوؤں پر کچھ مزید عرض کرتا ہوں۔

۱۔ قبولِ اِسلام میں اوّلیّت

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اعلانِ نُبوّت فرمایا تو حضرت ابوبکرؓ تجارت کے لئے شام کی طرف گئے ہوئے تھے۔ واپس آئے تو ابھی راستہ میں ہی تھے کہ ایک شخص[1] آپ سے ملا آپ نے اُس سے مکّہ کے حالات دریافت فرمائے اور پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سُناؤ۔ اس نے جواب دیا کہ نئی بات یہ ہے کہ تیرے دوست، محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے پیغمبری کا دعوٰی کیا ہے۔ آپ نے یہ سُنتے ہی فرمایا کہ اگر آپؐ نے دعوٰی کیا ہے تو بلاشُبہ آپ سچّے ہیں۔ پھر مکّہ پہنچتے ہی آنحضرتؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپؐ سے کوئی بحث نہیں کی، کوئی نشان اور معجزہ نہیں مانگا، صرف اتنا ہی پُوچھا کہ کیا آپ نے نُبوّت کا دعوٰی

---

[1] نام عبداللہ بن عثمان "(مروج الذہب" جلد ۱ صفحہ ۲۸۷) ؛

کیا ہے ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہاں یہ درست ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ آپ گواہ رہیں مَیں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔
(بخاری کتاب التفسیر باب قل یا ایّھا النّاس انّی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ وکتاب مناقب المہاجرین باب اسلام ابی بکر الصدیق)

نہج البلاغہ کی شرح ابن حدید جلد ۱ صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ ایران میں لکھا ہے کہ

"اِنَّ اَبَا بَکْرٍ ھُوَ اَوَّلُ مَنْ اَظْھَرَ اِسْلَامَہٗ"

حضرت ابوبکرؓ وہ ہستی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔

اِسی کتاب میں حضرت عمروؓ بن عبسہ کی یہ روایت بھی درج ہے :۔

" اَتیتُ رسولَ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وھو نازِلٌ بعُکاظَ فقلتُ یا رسولَ اللّٰہ منِ اتّبعَکَ ھٰذا الامْرَ فقالَ حُرٌّ و عَبْدٌ ابوبکرٍ و بلالٌ "

مَیں رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اُس وقت میدانِ عکاظ میں اُترے ہوئے تھے۔ مَیں نے کہا اے اللہ کے رسُول کس نے آپ کی دعوت پر لبّیک کہا ہے ؟ فرمایا ایک آزاد یعنی ابوبکرؓ اور ایک غلام یعنی بِلال ایمان لائے ہیں۔

حضرت عمّارؓ بن یاسرؓ فرماتے ہیں :۔

" رائیتُ رسولَ اللّٰہ ومامعہ الاخمسۃٌ عبدٌ و امْراتانِ و ابو بکرٍؓ " (بخاری باب ابی بکر الصدیقؓ)

مَیں نے اُس وقت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کی جب آنحضور سمیت صرف پانچ افراد مسلمان تھے ایک غلام، دو عورتیں اور حضرت ابوبکرؓ۔

حضرت علّامہ طبرسی اپنی تفسیر "مجمع البیان" میں (آیت والسّابقون الاوّلون من المہاجرین والانصار کی تفسیر میں) تحریر فرماتے ہیں :۔

" وَقِيْلَ اَنَّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ بَعْدَ خَدِيْجَةَ اَبُوْبَكْرٍ "

(مجمع البیان سورۃ توبہ تالیف ۱۲۶۸ھ)

حضرت خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابوبکرؓ تھے۔

ابنِ عساکر نے حضرت علیؓ کے حوالہ سے اور عبداللہ بن احمد نے اپنی کتاب "زوائد الزُہد" میں حضرت عباسؓ کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو اسلام لانے میں اوّلیّت حاصل ہے (تاریخ الخلفاء للسیوطی ص۵۱-۵۷)

حضرت ابنِ عباسؓ کی یہ روایت بھی امام زرقانیؒ نے لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے غارِ ثور میں ابوبکر صدیقؓ کے لئے جنابِ الٰہی میں دعا کی تو ساتھ ہی آپ سے فرمایا

" رَحِمَكَ اللّٰهُ صَدَّقْتَنِيْ حِيْنَ كَذَّبَنِيَ النَّاسُ وَ نَصَرْتَنِيْ حِيْنَ خَذَلَنِيَ النَّاسُ وَاٰمَنْتَ بِيْ حِيْنَ كَفَرَ بِيَ النَّاسُ وَاٰنَسْتَنِيْ فِيْ وَحْشَتِيْ " (زرقانی جلد ۱ ص۳۳۵)

اے ابوبکرؓ خدا تم پر نظرِ رحمت فرمائے تُو نے اُس وقت میری تصدیق کی جب سب لوگوں نے مجھے جھٹلا دیا، تُو نے اُس وقت میری مدد کا بیڑا اُٹھایا جب لوگ مجھے بے یار و مددگار چھوڑ گئے، تو اُس

وقت مجھ پر ایمان لایا اور میرے ایامِ کربؐ و بلا میں میرا شریکِ غم بنا جبکہ دوسرے لوگ منکر ہو چکے تھے۔

شاعر النبیؐ حضرت حسانؓ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

الثّانی التّالیُ المحمودُ مشهدُہٗ
و اوّلُ النّاسِ من صَدّق الرُّسُلَا

حضرت ابوبکرؓ دوسرے ثانی اثنین ہیں جن کی غارِ ثور میں موجودگی نے انہیں قابل حمد (محمود) بنا دیا۔
آنحضرتؐ پر سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت بھی آپ کو ہی نصیب ہوئی یہ دوسرے ثانی اثنین ہونے کی برکت ہی تھی کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک بار حضرت ابوبکرؓ سے خود ارشاد فرمایا :۔

"یَا اَبَا بَکْرٍ اِنَّ اللّٰہَ اَعْطَانِیْ ثَوَابَ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ مِنْ یَوْمٍ خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَۃُ وَاِنَّ اللّٰہَ اَعْطَاکَ یَا اَبَا بَکْرٍ ثَوَابَ مَنْ اٰمَنَ بِیْ مُنْذُ بَعَثَنِیْ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَۃُ"

(دیلمی بحوالہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۱۸، صفحہ ۳۱۹)

حضرت سیّدنا علی بن ابی طالبؓ جنہیں آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے "رابع الخلفاء" (چوتھے خلیفہ) کا مقدس خطاب عطا فرمایا (فروعِ کافی جلد ۲ صفحہ ۴۱ ینابیع المودۃ صفحہ ۱۸۲ تالیف شیخ سلیمان بلخی ـ مطبوعہ مکتبہ العرفان بیروت) یہ روایت آپ کی بیان فرمودہ ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ نے مجھے اُن سب انسانوں کا

ثواب عطا فرمادیا ہے جو تخلیقِ آدم سے لے کر قیامت تک خدا پر ایمان لائینگے اور تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن تمام لوگوں کا ثواب ملے گا جو میری بعثت سے قیامت تک میرے ماننے والوں میں شامل ہوں گے۔

۲۔ شانِ صِدّیقیّت

ثانیَ اثنین کے آسمانی خطاب میں حضرت ابوبکرؓ صِدّیق کی شانِ صِدّیقیت کی بھی نشان دہی ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید (سورہ نسآءع ۶) سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ نبی کے بعد دوسرا درجۂ کمال صدّیق ہی کو حاصل ہے اور صِدّیق کی تعریف یہ ہے کہ جو شخص خدا کے نبی سے کوئی نشان نہیں مانگتا اور صرف مُنہ دیکھ کر اس کو پہچان لیتا اور سب سے اوّل قبول کر لیتا ہے وہ صِدّیق کہلاتا ہے۔

چنانچہ حکیم الملّت حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ فرماتے ہیں :-

"صِدّیق کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے ایمان لاتا ہے اور بغیر معجزہ کے لاتا ہے۔"

(اُسوہ صحابہ جلد ۲ ص۳۴۶ از مولانا عبدالسّلام ندوی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ کی یہ بیان فرمودہ تعریف جو فیضانِ نبوّت کے جاری ہونے پر محکم اور ناقابلِ تردید اور فیصلہ کُن دلیل ہے اِس کی تائید دوسرے اکابرِ اُمّت نے بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ دہلی کے شہرہ آفاق صوفی حضرت خواجہ محمد ناصرؒ کے ملفوظات و ارشادات میں لکھا ہے :-

"صِدّیق... وہ لوگ ہیں جو انبیاء کی نبوّت کی سب سے پہلے تصدیق کریں

اور انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے خدا کی وحدانیت کی تصدیق کریں۔"
(میخانہ درد صہ۷۵ مرتبہ خواجہ سیّد ناصر نذیر فراق مارچ ۱۹۱۰ء)
مجدّدِ اُمّت حضرت علّامہ جلال الدین سیوطیؒ نے جلالین شریف (صہ۵۴) میں لکھا ہے :-

" افاضِلُ اصحابِ الا نبیاءِ لِمبا لَغتِهم فی الصِّدق والتّصدیقِ "
انبیاء کے افضل ترین صحابہ جو صدق اور تصدیق کا انتہائی مقام رکھتے ہیں صِدّیق کہلاتے ہیں۔
حضرت شاہ رفیع الدینؒ اپنے ترجمۂ قرآن کے حاشیہ میں فرماتے ہیں :-

" صِدّیق وہ (ہے) کہ جو وحی میں آوے۔ ان کا جی آپ ہی اس پر گواہی دے۔"

نامور مصری عالم عطا حسینی بک فرماتے ہیں کہ ائمہ اسلام حضرت ابوبکرؓ کے صِدّیق ہونے پر متفق ہیں کیونکہ آپ نے سب سے پہلے رسالتِ محمدیہ کی تصدیق کی۔
(" لا نّه اوّل من بادر للتّصدیق بالرّسالة۔" حلی الایام جلد ۱ صہ۱۶۰)

اَب صحیح اور مستند احادیث و آثار کا مطالعہ کریں تو قطعی طور پر ثابت ہو جائے گا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ رسولؐ میں سے صاحب الغار، ثانیَ اثنین ابوبکرؓ ہی وہ منفرد اور مخصوص وجود ہیں جن کا نام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے صِدّیق رکھا گیا۔ چنانچہ حضرت شیخ الثقہ علّامہ محمد بن یعقوب الکلینی تفسیر قمی صہ۲۶۶

میں (جسے اُمّت کا ایک طبقہ اصحّ الکتاب بعد القرآن یقین کرتا ہے) تحریر فرماتے ہیں:۔

"لَمّا کانَ رسُولُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّم فی الغارِ فقال لابی بکرٍ... انت الصِّدّیقُ"

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم غارِ ثور میں تھے تو اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا تُو صِدّیق ہے۔

حضرت علّامہ باقر مجلسیؒ اپنی مشہور تصنیف "بحار الانوار" (جلد ۶ صفحہ ۵۴۴) میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"عن خالد بن نجیح قلتُ لابی عبدِ اللّٰہِ جُعِلتُ فِدَاك سمّٰی رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ابا بکرٍؓ الصِّدّیقَ قال نعم"

خالد بن نجیح کی روایت ہے کہ مَیں نے حضرتِ ابوعبدُاللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے عرض کیا مَیں آپ پر قربان ہو جاؤں کیا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ابوبکرؓ کو الصِّدّیق کا نام دیا تھا آپ نے جواب دیا ہاں۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے یہ بھی دریافت کیا گیا کہ تلوار چاندی سے آراستہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا جائز ہے کیونکہ ابوبکرؓ صِدّیق کی تلوار چاندی سے مرصّع تھی۔ راوی نے کہا کہ اے امام کیا آپ بھی ابوبکرؓ کو صِدّیق کہتے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت امام جعفر صادقؑ نے پورے جاہ و جلال سے فرمایا:۔

" نعم الصّدّیق نعم الصِّدّیق نعم الصِّدّیق فمن لم یَقُلْ له الصِّدّیق فلاصَدَّقَ اللّٰه قولهٗ فی الدّنیا والاٰخِرة "

(کشف الغمه عن معرفة الائمه ص۲۲۰ مصنف مجتہد العصر علی ابن عیسٰی بحوالہ "مسند اہل بیت" ص۴۰ حاشیہ مولفہ محمد بن محمد الباقری ناشر ایم شمس الدین تاجر کتب انارکلی لاہور)

ہاں ابوبکرؓ صِدّیق ہیں، صِدّیق ہیں، صِدّیق ہیں اور جو انہیں صِدّیق تسلیم نہ کرے اللہ تعالیٰ دُنیا و عقبیٰ میں اس کی کسی بات کی تصدیق نہ کرے۔

یہی نہیں شیرِ خدا خاتم الاولیاء حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ (تفسیر صافی جلد ۲ ص۱۱۱) نے فرمایا:۔

" اِنّ اللّٰهَ هُوَ الّذی سمّی ابا بکرٍ علیٰ لسانِ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم صِدّیقا "

(ابونعیم بحوالہ کنز العمال جلد ۶ ص۳۱۴)

یقیناً خدا ہی ہے جس نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک پر ابوبکرؓ کا نام صِدّیق رکھا ہے۔

ایک اور موقعہ پر حضرت علیؓ نے خدا کی قسم کھا کر کہا:۔

" اللّٰهُ اَنْزَلَ اسْمَ ابی بکرٍ من السّماءِ الصِّدّیق "

(ایضاً ص۳۱۴)

یعنی خدانے ابوبکرؓ کا نام الصِّدیق آسمان سے نازل فرمایا ہے۔
حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے :-

" عُرِجَ بی الَی السَّماء فما مَرَرْتُ بسماءٍ اِلّا وَجَدْتُ فیھا اِسْمی مُحَمّدُ رَسُوْلُ اللہ و ابوبکرٍ الصِّدّیق مِنْ خَلْفِیْ " (تعقباتِ سیوطی صـ۶۵ــ از علامہ سیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ مطبع محمدی لاہور ۱۸۸۶ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ جب مجھے آسمانوں کا معراج کرایا گیا تو جس آسمان سے بھی گزرا میں نے اپنا نام محمد رسول اللہ (لکھا ہوُا) پایا اور ابوبکرؓ صِدّیق میرے پیچھے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے حسّانؓ بن ثابت سے فرمایا کہ ابوبکرؓ کی نسبت کوئی شعر کہا ہو تو سُناؤ۔ اس پر انہوں نے یہ شعر پڑھے ؎

و ثانِیَ اثنین فی الغَارِ المُنِیفِ وقد
طافَ العدوُّ بہٖ اِذْ یَصْعُدُ الجبلا
وَکان رِدفَ رسول اللہِ قَدْ عَلِمُوْا
مِنَ البَرِیَّۃِ لَمْ یَعْدِل بہٖ رجُلا

(کنز العمال جلد ۶ صـ۳۱۸ـ و نہج البلاغہ شرح ابن حدید جلد ۱ صـ۲۱۳ـ)

(ثانی اثنین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند غار میں موجود تھے اور دشمن نے غار کو اس وقت گھیر رکھا تھا جب آپ پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اس وقت ابوبکرؓ آنحضرتؐ کے

ساتھی تھے اور سب لوگ جانتے ہیں کہ مخلوق میں آپ ہی وہ شخص تھے جو بے مثل ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم یہ شعر سُن کر بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا حسان تم نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنی شانِ صدّیقی کے مطابق زمانۂ نبوی میں مالی اور جانی اعتبار سے جو اَن گنت مجاہدانہ کارنامے سرانجام دئے تاریخ اسلام ان سے بھری پڑی ہے مشہور واقعہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدّیقؓ جو قبل ازیں ایک سے زیادہ دفعہ اپنا کُل گھر بار نثار کر چکے تھے حتّٰی کہ سُوئی تک کو بھی اپنے گھر میں نہ رکھا تھا۔ غزوۂ تبوک جیسے مصیبت کے ایّام میں بھی سب صحابہؓ سے سبقت لے گئے اور آپ نے سب کچھ محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ آنحضرتؐ نے پُوچھا "ما البقیتَ لِاَھْلِكَ" ابوبکر اپنے اہل وعیال کے لئے کیا باقی رکھا ہے؟ عرض کیا "البقیتُ لھم اللہ ورسولہ" (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۱۳) مَیں اُن کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں ؎

پروانے کو چراغ ہے، بُلبُل کو پھُول بس
صِدّیق کے لئے ہے خُدا کا رسُول بس

۳۔ خلافتِ بلا فصل

میرے بزرگو اور عزیزو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے ثانی اثنین بننے کی سعادت حضرت ابوبکرؓ کو اس لیے حاصل ہوئی کہ آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا اور رسول کریم صلعم نے انہیں صدیق قرار دیا تھا اس کی برکت سے وصال نبوی کے بعد آپ کے خلیفہ راشد ہونے کی

حیرت انگیز پیشگوئی بھی کی گئی تھی چنانچہ بعض ثقہ روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر اس کا انکشاف بذریعہ وحیِ خفی سفرِ ہجرت کے وقت ہی ہو چکا تھا۔ چنانچہ" رابعُ الخلفاء" سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں :۔

" قال رسول اللہِ صلی اللہ علیه وسلّم لجبریل من یُّھاجرمعی قال ابوبکرٍ وھو یلی امرامّتك من بعدك ۔"

(کنز العمال جلد ۶ صـ ۳۲۱)

پیغمبرِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جبرِیل امین سے پوچھا میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا؟ کہا ابوبکرؓ! اور وہی آپ کے بعد آپکی اُمّت کے والی ہوں گے۔

" مَہبطُ الوحی" " ثقۃ الاسلام" حضرت الشیخ علی بن ابراہیم القمیؒ تحریر فرماتے ہیں :۔

" اِنَّ اَبابکرٍ یَلِی الْخِلاَ فَۃَ مِنْ بَعْدِی ثُمَّ مِنْ بَعْدِہٖ اَبُوْكِ فَقَالَتْ مَنْ اَخْبرَكَ بِھٰذَا قَالَ اللہُ اَخْبرنی"

(تفسیر قمّی زیرِ تفسیر سورۃ تحریم)

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حفصہ بنت عمرؓ سے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے۔ پھر تمہارے والدِ عمرؓ۔ انہوں نے عرض کی حضور کو کس نے خبر دی؟ فرمایا اللہ نے مجھے بتایا ہے۔

علّامہ مُحسنؒ نے بھی" تفسیر صافی" میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ" اَللہُ اَخْبَرَنِیْ" کی بجائے" نبّأنِی العلیمُ الخبیرُ" کے الفاظ لکھے

ہیں جس کے معنے ہیں کہ مجھے علیم وخبیر نے مطلع کیا ہے کہ میرے بعد یکے بعد دیگرے ابوبکرؓ اور عمرؓ مسندِ خلافت پر متمکن ہوں گے۔

اِسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شہادت ہے کہ مجھے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے مرض الموت میں فرمایا کہ اپنے باپ ابوبکرؓ اور اپنے بھائی کو میرے پاس بُلاؤ تاکہ مَیں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مَیں اِس بات سے ڈرتا ہوں کہ تمنّا کرنے والے تمنّا کریں اور کوئی کہنے والا کہے کہ مَیں حقدار ہوں نہ کوئی اور۔ مگر پھر اِس ارادہ کو آپ نے ترک کر دیا اور فرمایا " وَلَا یَأْبَی اللّٰہُ والمومِنُونَ اِلَّا اَبَا بَکْر" (صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر صدّیق وسیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۳۷۱) کہ اللہ اور مومنین ابوبکر صِدّیق کے سوا دوسرے کی خلافت کا انکار کر دینگے۔

ایک بدوی نے چند تلواریں رِسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس فروخت کیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا فکر نہ کرو اگر مَیں اپنی زندگی میں قیمت نہ دے سکا تو میرا قرض ابوبکر صِدّیق ادا کر دیں گے۔ (ایضاً ص ۲۴۴)

ایک عورت نے آنحضرتؐ سے کچھ دریافت کیا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا پھر آنا۔ وہ بولی اگر مَیں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں مطلب یہ کہ حضور فوت ہو چکے ہوں تو پھر کیا کروں۔ فرمایا:۔

"اِنْ لَمْ تَجِدِیْنِیْ فَأْتِی اَبَا بَکْرٍ"

(بخاری مصری جلد ۲ ص ۱۸۵)

اگر تُو مجھے نہ پائے تو ابوبکر صِدّیق کے پاس آنا۔

انبیاء علیہم السلام استعارات اور مجازات سے کام لیتے ہیں۔ اِسی طرح آنحضرتؐ

صلی اللہ علیہ وسلّم نے بعض اور لوگوں کو بھی اشارات وکنایات سے یہ بنا دیا تا جب خدائے قادر و توانا کی یہ پیشگوئی پوری ہو تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو چنانچہ حُذیفہ سے فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ میں تم میں اور کتنے دن ہوں۔ میرے بعد ان دونوں کے حکم کی پیروی کرنا۔ یہ فرماتے ہوئے آپ نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف اشارہ فرمایا (ترمذی) حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو کھجوروں کے لدے ہوئے چند اُونٹ دئے اور فرمایا میرے بعد ابوبکر صدّیق بھی ایسی جُود وعطا کا ثبوت دیں گے۔ (ترجمہ شواہد النبوّۃ صـ۲۴۳ از حضرت العلّام نورالدین عبدالرحمٰن جامی ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور)

حضور نے اپنے ایک آخری خطاب میں یہ بھی حکم دیا:۔

" لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابُ اَبِیْ بَکْرٍ "

(بخاری مصری جلد ۲ صـ۱۸۷ باب مناقبُ المہاجرین)

مسجد کی طرف کھڑکیاں بند کی جاویں مگر ابوبکرؓ کی کھڑکی مسجد کی طرف کُھلی رہے گی۔ اور فرمایا " وَرَأَیْتُ علٰی باب ابی بکرٍ نُورًا " (کنزالعمال جلد ۶ صـ۳۲۱) مجھے ابوبکرؓ کے دروازے پر نور دکھائی دیا ہے جو صریحاً خلافتِ صِدّیقی کی طرف اشارہ تھا جس میں ایک بھید یہ تھا کہ مسجد چونکہ مظہرِ اسرارِ الٰہی ہوتی ہے اِس لئے حضرت ابوبکرؓ صِدّیقؓ کی طرف یہ دروازہ بند نہیں ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس ارشادِ مبارک کے علاوہ ایک عملی صُورت بھی اختیار فرمائی اور وہ یہ کہ حضرت ابوبکرؓ صِدّیق کو نمازوں میں اپنا نائب اور امامِ اُمّت نامزد فرما دیا۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا وہ نرم دِل انسان ہیں۔ جب حضور کے مصلّی پر کھڑے ہوں گے تو انہیں حضور کا خیال آئیگا
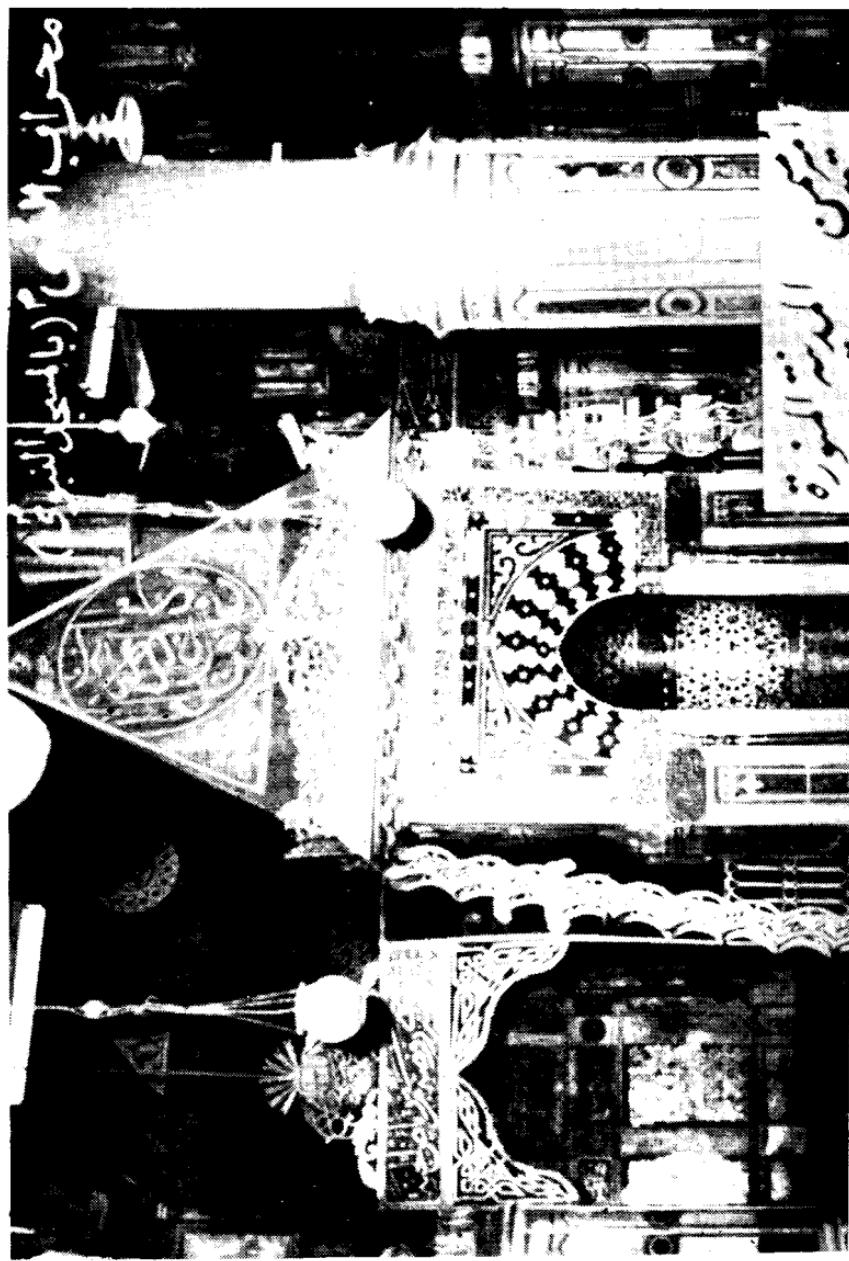
اور اُن کے لئے فرطِ غم سے جذبات پر قابو پانا مشکل ہوگا اور وہ نماز نہیں پڑھا سکیں گے مگر حضورؐ نے ایک بار پھر تاکیدی حکم دیا کہ "مُرُوا اَبَا بَکْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ" ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں (بخاری جلد ۱ صفحہ ۹۱)

ایک بار نماز کا وقت ہوگیا حضرت ابوبکرؓ تشریف نہیں لائے تھے کہ لوگوں نے حضرت عمرؓ کو آگے کر دیا اور تکبیر بھی کہہ ڈالی حضرت عمرؓ جہیر الصوت تھے۔ اُن کی آواز جونہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے کانوں تک پہنچی آپ بہت خفا ہوئے اور فرمایا ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ اللہ اور مسلمان اس سے انکار کرتے ہیں۔ ابن ابی قحافہ ہی نماز پڑھائیں گے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کو نماز پڑھانے کے لئے بلوایا گیا۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۴۱ باب فضل اصحاب النبیؐ)۔ ایک بار تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بھی نماز میں آپ کے ساتھ شامل ہوئے (سیرتِ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۵، صفحہ ۳۷۷)

قرآنِ پاک کی آیت "وما ینطِق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یُوحیٰ" کے مطابق قطعی اور یقینی طور پر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے نیابت و امامت کا یہ حکم اپنے ذاتی خیال سے نہیں وحیِ ربّانی سے دیا تھا اور اُسکی سوائے اس کے اَور کوئی وجہ نہیں تھی کہ آپ کی کشفی اور الہامی آنکھ اپنے بعد حضرت ابوبکرؓ صدّیق کو خلیفۂ بلافصل کی حیثیت سے دیکھ رہی تھی تاہم یہ حقیقت ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے بعد کوئی خلیفہ نامزد نہیں کیا کیونکہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا اور یہ خدا ہی کا کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ "رابعُ الخلفاءُ" حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

" إنّ رسولَ اللهِ صَلّی اللہ علیہ وسلّم لم یستخلِف فان یُرِدِ اللہُ بالنّاسِ خیرًا فسیجمعهم علیٰ خیرٍ "
(کنز العمال جلد ۶ صـ۳۱۹)

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے بعد کوئی خلیفہ نامزد نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ چاہے گا تو وہ لوگوں کو خود ہی خیر پر اکٹھا کر دے گا۔

آیتِ استخلاف میں دوسری پیشگوئی

آیتِ استخلاف میں دوسری پیشگوئی یہ کی گئی تھی کہ وصالِ نبویؐ کے بعد خلعتِ خلافت اُسی وجود کو پہنائی جائے گی جس کا اس نے قبل از وقت فیصلہ کر رکھا ہے۔

قرآنِ مجید کی یہ دوسری پیشگوئی جس انتہائی ناموافق اور رُوح فرسا ماحول میں، پُوری ہوئی اور خدائے قادر و توانا کی ازلی تقدیر جس کا انکشاف اس نے اپنے پاک رسول نبیوں کے سردار محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم پر کیا، معرضِ وجُود میں آئی وہ اپنی ذات میں اسلام، قرآنِ مجید اور محمد رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت کا ابدی نشان ہے۔

وصالِ نبویؐ کا دردناک منظر

نبیوں کے سرتاج، رسولوں کے فخر حضرت محمدِ عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وصالِ مبارک اُمّتِ مُسلمہ کی تاریخ کا سب سے دردناک حادثہ تھا جو قیامت کی طرح آنِ واحد میں ظاہر ہؤا اور حشر بن کر عُشّاقِ رسولؐ کے دلوں پر ٹوٹ پڑا۔ یہ سوموار کا دن تھا اور پروفیسر شہید اللہ راجشاہی یونیورسٹی اور مولانا غلام رسول صاحب مِہر کی تحقیق کے مطابق ۲۶ مئی کی تاریخ تھی (اخبار "جنگ" کراچی ۲۸ ستمبر ۱۹۵۸ء صٓ "رسولِ رحمت" صٓ ۶۵۴ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور طبع اوّل ۱۹۷۰ء) چشمِ فلک نے ایسا الم انگیز نظّارہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ مدینۃ النبیؐ میں کُہرام مچ گیا۔ حضرت عبداللہ بن انیسؓ تو اِس صدمہ سے نڈھال ہو کر انتقال ہی کر گئے (ماثبتَ من السّنّۃ صٓ ۲۲۹۔ صٓ ۲۳۱ از حضرت شاہ عبدالحق

محدّث دہلویؒ)۔

عُشّاقِ رسولؐ آنحضرتؐ کی نعشِ مبارک کو صریحاً اپنی آنکھوں کے سامنے پڑا دیکھتے تھے مگر وہ اِس بات کو قبول کرنے کے لئے تو تیار تھے کہ اپنے حواس کو مختل مان لیں لیکن یہ باور کرنا انہیں دشوار تھا کہ ان کا سب سے پیارا رسول اُن سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو گیا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کی حالت تو بالکل برداشت سے باہر تھی۔ وہ عشق و وارفتگی میں عرصہ سے یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ہم سب صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں ہی فوت ہوں گے اور حضورؐ کی وفات ہمارے بعد ہوگی (مواہب اللدنّیہ للقسطلانی جلد ۲ صفحہ ۳۷۴ مطبوعہ ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) لیکن اِس کے برعکس جب آنحضورؐ کے وِصال کی خبر پھیلی تو انہوں نے تلوار میان سے نکال لی اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم مرے نہیں زندہ ہیں اگر کوئی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فوت شدہ کہے گا تو مَیں اس کا سَر تن سے جُدا کر دوں گا۔

ایک صحابی جس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ مدینۃ النبیؐ کس طرح میدانِ حشر کا نظّارہ پیش کر رہا ہے عُمان پہنچے اور لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے وِصال کی خبر دی اور کہا کہ مَیں مدینہ والوں کو ایسے حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ ان کے سینے ہنڈیا کی طرح اُبل رہے تھے۔ (اِصابہ تذکرہ جہم بن کلوہ الباہلی)

اِسلام کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی بغاوت

تمام صحابہؓ تو مدینہ منوّرہ میں رسولِ عربی کے فِراق میں ماہی بے آب کی طرح تڑپ

رہے تھے مگر اسلام کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں نے آنحضرتؐ کی وفات پر بہت خوشیاں مَنائیں اور کہا

"قد مات ھٰذا الرجلُ الّذی کانتِ العرب تُنْصَرُبہ"

(کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۴۲)

وہ مرد چل بسا جس کے باعث عرب مظفر و منصور تھے۔

اِس کے علاوہ عرب میں مسیلمہ کذّاب، طلیحہ، سجاح جیسے جھُوٹے مدّعیانِ نبوت اُٹھ کھڑے ہوئے تو مُوَرِّخِ اسلام حضرت علّامہ الشیخ حسن بن محمد دیارِ بکری تاریخ الخمیس (جلد۲ صفحہ ۲۲۴ میں) لکھتے ہیں:۔

"ان العرب افترقت فی رِدَّتِہا فقالتْ فرقۃٌ لوکان نبیًّا ما مات وقال بعضھم انقضتِ النبوّۃ بموتہٖ فلا نُطیعُ احدًا بعدہٗ وقال بعضھم نومن باللّٰہ ونشھد انّ محمّدًا رسولُ اللّٰہ ونصلّی ولکن لا نعطیکم اموالنا"

ترجمہ:۔ عرب کے مرتدین میں تفرقہ برپا ہوگیا۔ ایک گروہ نے کہا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے بعض نے کہا آنحضرتؐ کی وفات سے نُبوّت ختم ہوگئی ہے۔ پس ہم آپ کے بعد کسی کی اطاعت نہیں کریں گے (یعنی کسی کو خلیفہ، مجدّد یا مذہبی مصلح تسلیم نہیں کریں گے) بعض لوگوں نے کہا ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ محمّد (صلی اللہ علیہ وسلّم) اللہ کے رسول ہیں۔ ہم نماز بھی پڑھتے ہیں لیکن ہم اپنے اموال تمہیں نہیں دیں گے (مطلب یہ کہ اسلام ہمارا دین ضرور

ہے مگر ملک میں نظامِ معیشت ہم اپنی مرضی سے استوار کریں گے)

یہ اندرونی فتنہ ہی کچھ کم خطرناک اور قیامت خیز نہ تھا کہ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں جو آج کے رُوس اور امریکہ کی طرح پوری دُنیا کے اِقتدار اور سیاست پر چھائی ہوئی تھیں اور سالہاسال سے مرکزِ اسلام مدینۃ الرسول کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی سازشیں کر رہی تھیں، دیکھتے ہی دیکھتے حرکت میں آگئیں۔ چنانچہ علّامہ قسطلانی ؒ نے مواہب اللدنیہ میں (بحوالہ طَبرانی) یہ رِوایت نقل کی ہے کہ عرب کے عیسائیوں نے ہِرقَل کو لکھ بھیجا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا انتقال ہوگیا ہے اور عرب سخت قحط کی وجہ سے بھُوکوں مَر رہے ہیں اس بناء پر ہِرقِل نے چالیس ہزار فوج جمع کی۔ (سیرتُ النبی جلد ۱ صفحہ ۴۰۹ از علّامہ شبلی)۔

اِسی طرح بارھویں صدی کے مجدّد اور سعودی عرب کے دینی پیشوا حضرت امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے "مختصر سیرت الرسول" میں لکھا ہے کہ :-

" لمّا ارْتدّتِ الْعَرَبُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُول اللهِ صَلّی اللهُ علیه وسلّم قَالَ کِسرٰی مَنْ یَکْفِینی امرَ العَرَب فقد ماتَ صاحبهُم وهم الاٰن یختلِفونَ بَینهُمْ الّا ان یُرِیْدَ اللهُ بقاء مُلکهم فیجتمعون علیٰ اَفْضَلِهم قالوا ندلّك علیٰ اکمَلِ الرَّجُلِ مخارقَ بن النُعمان لیس فی النَّاسِ مِثْلُه وهومن اهل بیتٍ دانت لهم العَرَبُ وهٰؤلاء جیرانك بِکْر بن وائِلِ فارسل الیهم و اَخَذَ منهم ستمأَةِ الاَشرف فالاَشرف "۔ (مختصر سیرتُ الرّسُول

مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ ۷ اشارع شریف باشا الکبیر قاہرہ ۱۳۷۵ھ
مطابق ۱۹۵۶ء صـ۲۲۱، صـ۲۲۲)

جب رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وِصال کے بعد عربوں نے اِرتداد اختیار کرلیا تو کسریٰ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اِس وقت میری طرف سے ان عربوں کے معاملہ میں پورے طور پر کون نپٹے گا؟ اِس وقت ان عربوں کا راہنما اور آقا تو فوت ہوگیا ہے اور وہ باہم اختلاف میں مبتلا ہیں۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ ان کی بادشاہت کو قائم رکھنا چاہے گا تو وہ اپنے میں سے بہترین پر متفق ہو جائیں گے (ورنہ اب ان کا ہلاک ہونا یقینی ہے)

قوم کے لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کو اِس کام کے لئے بہترین اور بے نظیر شخص کا پتہ بتاتے ہیں وہ مخارق بن النُعمان ہے۔ عرب لوگ پہلے بھی اس کے خاندان کے تابع رہ چکے ہیں اور یہ لوگ آپ کے پڑوسی قبیلہ بنو بکر بن وائل ہیں۔ کسریٰ نے بنو بکر کو پیغام بھیج کر بُلایا اور ان میں سے اعلیٰ طبقہ کے چھ سَو افراد کو شورش بپا کرنے کے لئے منتخب کرلیا۔

خلافتِ صدّیقی پر اجماع

برادرانِ اسلام! آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اگر خدا کی طرف سے نہ ہوتے اور اسلام خدا کا دِین اور قرآن اس کی کتاب نہ ہوتی تو آنحضرتؐ کی وفات پر اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ یقینی تھا۔ وہ زمانہ تار، ٹیلی فون، ریڈیو اور ٹیلیوژن کا نہ تھا اور نہ صحابہؓ کے پاس کوئی ایسے ذرائع و وسائل تھے جن سے وہ آناً فاناً

اہلِ عرب اور بیرونِ ملک کی زبردست حکومتوں کے اندرونی منصوبوں کی اطّلاعات حاصل کر سکتے اور صُورتِ حال کی سنگینی کا اندازہ کر کے کوئی فیصلہ کر سکتے مگر خدا کی قدرت دیکھو! کہ اس نے اپنے اُن بے کس اور غم زدہ بندوں کو جو اپنے محبوب آقا کی وفات پر بے سہارا اور یتیم رہ گئے تھے اور دُنیا اُن کے سامنے اندھیر ہو چکی تھی اپنے تصرّفِ خاص سے فی الفور اس طرف مائل کیا کہ وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے عالمگیر مِشن کو جاری رکھنے کے لئے رسولُ اللہ کا خلیفہ منتخب کر لیں۔ حضرت ابنِ اثیر جزریؒ فرماتے ہیں "کَرِهُوْا اَنْ یَبْقُوْا بَعْضَ یَوْمٍ وَ لَیْسُوْا فِیْ جَمَاعَةٍ (کامل ابن اثیر جلد ۲ صـ۱۲۶) صحابہؓ نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ ایک لمحہ بھی اِمام کے بغیر زندہ رہیں۔ چنانچہ عُشّاقِ اسلام اور فدایانِ ملّتِ خیرالاَنام نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ وہ ارشادِ خداوندی "اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا" (نساء رکوع ۸) کی تعمیل میں سقیفہ بنوساعِدہ میں جمع ہوئے تاکہ وہ غور کریں کہ یہ عظیم اور نازک ذمّہ داری جو اُس ماحول میں کانٹوں کے تاج اور آگ کے دہکتے انگاروں سے کم نہیں تھی کِس کے سپرد کی جائے؟ مہاجرین اور انصار دونوں نے خالص دینی بہبود اور دیانتداری سے اپنی آزادانہ آراء پیش کیں۔ ایک نقطۂ نگاہ یہ تھا کہ انصار نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خاطر بے دریغ قربانیاں دے کر ثابت کر دکھایا ہے کہ حفاظتِ اسلام کی موجودہ ذمّہ داریوں سے انصار ہی عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ دوسرا نقطۂ نگاہ یہ سامنے آیا کہ اسلام کی حقیقی تصویر کو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ جاننے والے مہاجر ہیں اِس لئے یہ اَمانت کسی مہاجر کو سونپی جانی چاہیئے۔ تیسرا نقطۂ نگاہ یہ تھا کہ

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم جامع الصفات تھے مگر اب مہاجرین وانصار میں سے کوئی ایک شخص تنہا یہ خدمت کامیابی سے انجام نہیں دے سکے گا اِس لئے مہاجرین وانصاؔ سے دُو بزرگ منتخب کر لئے جائیں تا صرف ایک شخص پر بوجھ نہ پڑے اور مختلف قبائل باہم متحد ومتفق ہو کر غلبۂ اسلام کی مہم جاری رکھ سکیں۔ حضرت ابوبکرؓ صدّیق رضی اللہ عنہ نے دوسرے نقطۂ نگاہ کی حمایت کی کیونکہ ان کی دُور بین نگاہ دیکھ رہی تھی کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کے مطابق اب وہ زمانہ، اسلام کی وسیع اشاعت وترقّی کا آرہا ہے۔ ایسے وقت میں اُسی قوم کے کسی فرد کو زِمامِ قیادت سنبھالنی چاہیئے جسے تیرہ سالہ صبر آزما مکّی دَور میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اَنوار سے فیضیاب ہونے اور اُن کو صحیح شکل میں آگے پہنچانے اور پھیلانے کا موقع ملا۔ یقیناً وہی آئندہ نسلوں کو اسلام کی حقیقی رِوایات سے وابستہ رکھ سکے گا اور اُسی کے ذریعہ مستقبل میں داخلِ اسلام ہونے والی قوموں اور نسلوں کو اسلام کی صحیح رَوشنی مِل سکے گی۔

تاہم حضرت ابوبکرؓ صدّیق رضی اللہ عنہ ہرگز ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ بارِ خلافت ان کے نحیف ونزار کندھوں پر ڈال دیا جائے (موطا امام محمد بحوالہ اسوۂ صحابہ ۲ صد۳ از مولانا عبدالسّلام ندوؔی) یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی یہ رائے پیش کرتے ہی حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ کا نام اس منصب کے لئے تجویز کر دیا اور کہا کہ اِن دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو (طبری مصری صد۱۸۱۸ حالات سلہ۱۱ھ جلد ۴ لابی جعفر محمدؒ بن جریر طبریؒ) مگر دونوں نے انکار کیا اور کہا جسے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز میں امام اور خلیفہ بنایا اور جو سب

مہاجرین میں سے بہتر ہے ہم اُسی کی بیعت کریں گے (کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)
مطلب یہ تھا کہ اس منصب کے لئے حضرت ابوبکرؓ سے بڑھ کر اَور کوئی شخص موزوں
نہیں۔ اِس پر پہلے حضرت عمرؓ اور پھر حضرت ابوعبیدہؓ اور سعد بن بشیر خزرجیؓ
نے اور بعد ازاں دوسرے تمام صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دستِ مبارک پر
بیعت کی۔ اِس موقعہ پر انصار نے ایثار اور وسعتِ حوصلہ کی شاندار مثال قائم کی
اور سقیفہ بنو ساعدہ میں حضرت ابوبکرؓ کی بیعتِ خلافت پر کوئی سوال نہیں اُٹھایا۔
اِس طرح زمین و آسمان کی وہ عظیم الشان امانت جسے اُٹھانے کیلئے حضرت
ابوبکرؓ کو بہت تامّل تھا آخر آپ ہی کے کمزور کندھوں پر ڈال دی گئی ؎

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند
(حافظ شیرازی)

؎ وہ بوجھ اُٹھا نہ سکے جس کو آسمان و زمیں
اُسے اُٹھانے کو آیا ہوں کیا عجیب ہوں میں
(مصلح موعودؓ)

خلاصہ یہ کہ خدا کے وعدوں اور رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بشارتوں
کے عین مطابق تمام صحابۂ رسولؐ ثانیٔ اثنین کے ہاتھ پر اکٹھے ہوگئے اور خلافتِ
صدّیقی پر اجماعِ اُمّت ہو گیا (مشجرُ الاولیاء صفحہ ۵۱ از سید العارفین محمد نور بخشؒ
القہستانی) جو دراصل اپنے خدا سے یہ عملی عہد تھا کہ ہم اسلام اور محمد مصطفٰے
صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہونے دیں گے۔ اسلام کی آواز پست

نہ ہوگی۔ خدائے واحد کا نام ماند نہ پڑے گا اور ہمیشہ خلیفۂ وقت (جو ایک وقت میں ایک ہی ہو سکتا ہے) کے حکموں کے مطابق زندگی کے آخری سانس تک اسلام کی خدمات بجا لاتے رہیں گے اور یہی معنے بیعتِ خلافت کے تھے اور ہیں۔

پھیلائیں گے صداقتِ اِسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
پروا نہیں جو ہاتھ سے اپنے ہی، اپنا آپ
حرفِ غلط کی طرح مٹانا پڑے ہمیں

خلیفہ خُدا بناتا ہے

بیعتِ خلافتِ صدّیقی نے ثابت کر دیا کہ جس طرح ہمارے سیّد و مولیٰ سیّدُ الرُّسُل حضرت خاتَم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم نے جنگِ بدر میں سنگریزوں کی جو مُٹھی چلائی اس کے پیچھے الٰہی طاقت کارفرما تھی (وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ انفال: ۱۸) اسی طرح اگرچہ حضرت ابوبکر صدیق رض کا انتخاب بظاہر مومنوں نے کیا مگر حقیقتاً آپ کو خلافت کی قبا خدا نے اپنے دستِ قدرت سے پہنائی تھی۔ سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رض شیرِ خدا نے اس حقیقت پر کیا پیارے اور مختصر فقرے میں روشنی ڈالی ہے:۔

"اِنّما الشُّوریٰ لِلمھاجِرِین والانصارِ فَاِن اجتَمَعُوا عَلٰی رجلٍ وسَمّوہ اِماماً کانَ ذالِكَ لِلّٰہِ رِضیً"

(نہج البلاغہ ص۱۸۹ مطبوعہ تہران ۱۳۰۲ ھ و نہج البلاغہ مترجم

ص۲۲۴، مترجم نائب حسین نقوی ناشر غلام علی اینڈ سنز لاہور فروری ۱۹۶۳ء)

شورٰی کا حق صرف مہاجرین اور انصار کو حاصل ہے۔ پس جب وہ کسی شخص کی بیعت پر جمع ہو جائیں اور اُسے امام کے نام سے موسوم کر دیں تو خدا کی رضا بھی وہی ہو جاتی ہے۔

حضرتِ علی کرّم اللہ وجہہ نے اپنے مختصر مگر جامع کلمات میں یہ بھی فرمایا کہ:۔

" رَضِیْنَا عَنِ اللّٰہِ قَضَاءَہٗ وَ سَلَّمْنَا لَہٗ اَمْرَہٗ .....

.. فَنَظَرْتُ فِیْ اَمْرِیْ فَاِذَا طَاعَتِیْ قَدْ سَبَقَتْ بَیْعَتِیْ۔"

(نہج البلاغہ خطبہ ۳۷ حِصّہ اوّل ص۲۲۴، ص۲۲۵ (مترجم) ناشر غلام علی اینڈ سنز ۱۹۶۳ء)

یعنی ہم اللہ کی اِس تقدیر پر راضی ہیں اور ہمارا سَر اس کے فیصلہ کے سامنے جُھکا ہوا ہے۔ مَیں نے اپنے معاملہ پر غور کیا تو میرا اطاعتِ (خلافت) کرنا بیعتِ خلافت سے سبقت کر چکا تھا۔

حضرت علّامہ ابو جعفر ابن جریرؒ طبری اپنی مشہور تاریخ میں بروایت حبیب بن ابی ثابت واضح لفظوں میں تحریر فرماتے ہیں :۔

" اِنَّ عَلِیًّا کَانَ فِیْ بَیْتِہٖ فَاَتٰی اِلَیْہِ الْخَبَرُ عَنْ جُلُوْسِ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْبَیْعَۃِ فَخَرَجَ فِیْ قَمِیْصٍ مَا عَلَیْہِ اِزَارٌ وَّ لَا رِدَاءٌ عَجَلًا کَرَاھِیَۃً اَنْ یُبْطِئَ عَنْہُ حَتّٰی بَایَعَہٗ ثُمَّ جَلَسَ اِلَیْہِ وَ بَعَثَ وَ اَحْضَرَ ثَوْبَہٗ وَ تَخَلَّلَہٗ وَ لَزِمَ

مَجۡلِسَہٗ "۔ (طبری جلد ۲ صفحہ ۱۸۲۵)

یعنی جنابِ علیؓ گھر میں تشریف فرما تھے کہ انہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی خبر ملی۔ آپ اُس وقت صرف ایک قمیص میں ملبوس تھے۔ اِزار اور چادر بھی نہیں تھی مگر اس کے باوجود آپ جلدی سے باہر نکل کھڑے ہوئے کیونکہ آپ کو گوارا نہ تھا کہ بیعتِ خلافت سے پیچھے رہ جائیں۔ چنانچہ آپ نے بیعت کی اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ پھر یہیں سے ایک آدمی بھیجا جو آپ کے کپڑے لایا جن کو آپ نے پہنا اور جب تک حضرت ابوبکرؓ مجلس میں رونق افروز رہے آپ نے بھی بیٹھنے کا التزام فرمایا۔

سبحان اللہ! خلیفۂ بلافصل کی عقیدت و محبّت کا کیا ایمان افروز نمونہ سیّدنا علی کرّم اللہ وجہہٗ نے دکھایا۔ فتبارك الله احسن الخالقين۔

حبیبِ کبریا ابوتراب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اِقلیمِ زُہد و فَقر کے بادشاہ تھے یہی وجہ ہے کہ اِطاعتِ خلافت اور درویشی کا جو اظہار اِس فانی فی اللہ نے انتخابِ خلافتِ صدّیقی کے موقعہ پر کیا اُس کا نمونہ آپ نے اُس وقت بھی دکھایا جب صحابۂ کرام ذوالنّورین حضرت عثمان بن عفانؓ کی شہادت پر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُنہیں بارِ خلافت اُٹھانے کی درخواست کی مگر آپ نے فرمایا :۔

"دَعُوْنِيْ وَالْتَمِسُوْا غَيْرِيْ"

مجھے چھوڑ دو اور میرے سوا کِسی اَور کو تلاش کرو۔

پھر فرمایا :۔

"اِنْ تَرَکْتُمُوْنِیْ فَاَنَا کَاَحَدِکُمْ وَلَعَلِّیْ اَسْمَعُکُمْ وَاَطْوَعُکُمْ لِمَنْ وَلَّیْتمُوْہ امرکم وَاَنَا لَکُمْ وَزِیْرًا خَیْرٌ لَکُمْ مِنِّیْ اَمِیْرًا۔"
(نہج البلاغہ صہ ۵۹ مطبوعہ ایران)

اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں بھی تم جیسا ایک فرد ہی ہوں گا اور جس شخص کو بھی تم والیٔ خلافت بناؤ گے میں تم سے زیادہ اس کا فرماں بردار اور مطیع رہوں گا۔ میں امیر کی نسبت وزیر بننے کو پسند کرتا ہوں۔ مگر جب صحابہؓ نے اصرار کیا تو بیعت لینے کے بعد فرمایا:۔

"وَاللّٰہِ مَا کَانَتْ لِیْ فِی الْخِلَافَۃِ رَغْبَۃٌ وَّلَا فِی الْوِلَایَۃِ اَرْبَۃٌ"
(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدیدؒ جلد ۲ صہ ۲)

خدا کی قسم نہ کبھی خلافت میں مجھے کوئی رغبت ہوئی اور نہ میں ولایت و حکومت ہی کا طلبگار رہا ہوں۔

سیّد العارفین محمد نور بخش القہستانیؒ نے "مشجر الاولیاء" میں ایک حقیقت افروز روایت لکھی ہے جس سے حضرت سیّدنا علیؓ کے واقعۂ بیعت کی ایک گمشدہ کڑی کا سراغ ملتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جب انتخاب خلافت کا مرحلہ درپیش تھا تو اُس وقت آپ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غسل اور تجہیز و تکفین میں مشغول تھے۔ آپ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک سے انگوٹھی اُتاری اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کی اور فرمایا لوگوں کے پاس جائیں اور ان کو سنبھالیں اور اپنی امارت پر متفق کریں۔ اِس پر حضرت ابوبکرؓ تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ حضرت عمرؓ

بن الخطاب بھی تھے۔ حضرتِ عمرؓ نے لوگوں سے خلافت کے متعلق گفتگو کی تو وہ سب حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر راضی ہوگئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی انگوٹھی کی برکت اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی حُسنِ تدبیر سے وہ سارے متفق ہوگئے۔ (تلخیص از شجر الاولیاء ص۲۳۳، ص۲۳۴)

بیعتِ عامہ

سقیفہ بنی ساعِدہ کی پہلی بیعت کے بعد جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وِصال کے معاً بعد ہوئی تھی۔ دوسری بیعت اگلے روز مسجدِ نبوی میں ہوئی اس بیعت کو مُورّخین بیعتِ عامہ کا نام دیتے ہیں۔

(طبری دوم ص۱۸۲۸-۱۸۲۹، ماثبت بالسنہ ص۲۷۵ از حضرت عبدالحقؒ محدّث دہلوی)

اِس موقعہ پر حضرتِ عمرؓ کے متواتر اصرار کو دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ منبر کی طرف بڑھے مگر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یاد نے تڑپا دیا اور نیچے بیٹھ گئے جہاں آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم رونق افروز ہوُا کرتے تھے۔ اِس موقعہ پر تمام صحابہؓ نے ایک بار پھر بیعت کی۔ بعد ازاں خلیفۂ بلا فصل سیّدنا حضرت ابوبکر صِدّیقؓ خلیفہ رسُولُ اللہ نے پہلا خطابِ عام کیا جو خاکساری، عاجزی، منکسر المزاجی اور بے نفسی کا آئینہ دار تھا۔ آپ نے دَورانِ خطبہ یہ بھی فرمایا:۔

" وَ اللّٰہِ ما کنتُ حریصًا علی الاِمارۃ یومًا ولا لیلۃً قطّ
ولا کنت راغبًا فیھا ولا سالتُھا اللّٰہَ فی سِرٍّ ولا علانیۃٍ

ولکن اشفقتُ من الفتنۃِ ومالی فی الاِمَارۃ من راحۃٍ
لقد قُلِّدْتُ امرًا عظیما مالی بہٖ من طاقۃٍ ولا یدٍ
الا بتقویۃِ اللّٰہ تعالیٰ۔"

(تاریخ الخلفاء للسیوطی ص۴۷، ص۴۸۔ سیرت حلبیہ
جلد۳ ص۳۸۹)

خدا کی قسم! مجھے اِمارت و خلافت کی کبھی خواہش نہیں ہوئی۔ نہ کبھی دن کو یہ خیال آیا نہ رات کو اور نہ مَیں نے مخفی یا ظاہری طور پر یہ عہدہ اللہ تعالیٰ سے طلب کیا۔ صرف فتنہ کے ڈر سے مَیں نے یہ منصب قبول کیا ہے۔ مجھے اس خلافت کے قبول کرنے میں کوئی بھی راحت محسوس نہیں ہوئی بلکہ میرے سپرد ایسا کام کر دیا گیا ہے کہ مَیں اُسے محض اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ہی انجام دے سکوں گا۔

وصیّتِ نبویؐ کے مطابق جنازہ

اِسلام میں خلافت کا بابرکت نِظام قائم ہو چکا تو حضرت ابوبکر صِدّیقؓ اور دوسرے صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے اہم دینی فریضہ کی طرف متوجّہ ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے قبل یہ فرمایا تھا کہ:۔

"مَیں وہاں دفن ہونگا جہاں میری رُوح قبض کی جائے (گی)"

(ترجمہ جِلاء العیون جِلد ۱-۲ از حضرت علّامہ محمد باقر مجلسیؒ

طبع سوم ناشر تاجر کتب خانہ اثنا عشری لکھنؤ)

صحابۂ رسولؐ نے اِس فرمانِ مبارک کی ایسے فدائیانہ رنگ میں تعمیل کی کہ حیرت آتی ہے۔ انہوں نے اشکبار آنکھوں اور محزون و مجروح دِلوں کے ساتھ آنحضرتؐ کو نہ صرف حضرت عائشہ صِدّیقہؓ کے اُسی حجرہ میں دفن کیا جس میں آپؐ نے انتقال فرمایا تھا، بلکہ آپؐ کے جسدِ اطہر کو زیارت و غُسل اور جنازہ کے وقت بھی اُس مُبارک حجرہ اور مقامِ مقدّس سے جُدا کیا جانا برداشت نہیں کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے حضورؐ کے جنازہ کی صرف وہی مُنفرد اور مخصوص شکل اختیار کی جو حضورؐ کے مقامِ امامت، مقامِ محمدیت اور مقامِ خاتمیّت کے عین مطابق اور براہِ راست حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تجویز فرمودہ تھی جیسا کہ حضرت علّامہ محمد باقر مجلسی مجتہد العصر نے جلاء العیون میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیّت فرمائی تھی کہ :-

"سب سے پہلے آدمیوں میں سے وہ مجھ پر نماز پڑھے جو میرے اہلبیت میں سے مجھ سے زیادہ نزدیک ہو۔ اس کے بعد عورتیں اور لڑکے میرے اہلبیت میں سے اور ان کے بعد اَور لوگ"

(ترجمہ جلاء العیون ص۸۷، الخصائص الکبریٰ للسیوطیؒ جلد ۲ ص۲۷۷، کامل ابن اثیر جلد ۳ ص۱۲۲، طبری ص۱۸۳۲، "ماثبت بالسنۃ" از عبد الحق محدّث دہلوی ص۲۶۱)

حضرت علّامہ محمد باقر مجلسیؒ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ :-

"جنابِ امیر (سیّدنا علیؓ) دروازے کے آگے کھڑے ہوئے اور

حضرت پر نماز پڑھی۔ بعد اس کے اصحاب کو اجازت دی کہ دس دس
نفر داخل ہوتے اور گرد جنازہ کھڑے ہوتے تھے اور جناب امیرؑ
ان کے بیچ میں کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھتے تھے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ
یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِیْمًا اور یہ لوگ بھی یہی آیت پڑھتے اور درود حضرت پر بھیجتے اور
باہر آجاتے تھے یہاں تک کہ جمیع اہلِ مدینہ و اطرافِ مدینہ نے حضرتؐ
پر درود بھیجا"

(ترجمہ اُردو جلاء العیون جلد اوّل صہ ۹۱)

بعینہٖ یہی روایت حیات القلوب جلد ۲ صہ ۶۹۶ میں اور حضرت محمد بن یعقوبؒ
کلینی کی کتاب الکافی کے صہ ۱۸۲ (مطبوعہ ایران) اور سیرتِ حلبیہ (جلد ۳،
صہ ۳۸۵، صہ ۳۹۳ تالیف حضرت علی بن بُرہان الدین) پر بھی موجود ہے۔ اور حضرت
علّامہ سیوطیؒ نے خصائصِ کبریٰ صہ ۲۷۷ میں اور حضرت عبدالحقؒ محدّث دہلوی نے
"ماثبت بالسنہ" صہ ۲۶۱ میں مزید لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے صحابہ کرامؓ کو بلا امام
نمازِ جنازہ پڑھنے کی تلقین کی اور اس کی جو لطیف حکمت بیان فرمائی وہ آپ کی
نکتہ آفرینی کا نقطۂ معراج تھا۔ آپ نے فرمایا :-

"ھُوَ اِمَامُکُمْ حَیًّا وَّمَیِّتًا"

(الخصائصُ الکبریٰ جلد ۲ صہ ۲۷۷)

کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی میں بھی تمہارے امام تھے اور وفات
کے بعد بھی تمہارے امام ہیں (لہٰذا آپ کی نماز جنازہ کے وقت کوئی اور امام نہیں

آیتِ استخلاف کی تیسری پیشگوئی

معزّز حضرات! آیتِ استخلاف میں تیسری پیشگوئی یہ کی گئی تھی کہ نظامِ خلافت کی برکت سے دینِ اسلام کو تمکنت اور قوّت وشوکت نصیب ہوگی اور خوف کی فضا امن میں بدل جائے گی۔ خدا کی یہ بات بھی کمال صفائی سے سراسر ناموافق اور مخالف حالات میں پُوری ہوئی۔

اُمّ المؤمنین زوج النّبی سیّدہ حضرت عائشہ صدّیقہؓ فرماتی ہیں :-

" تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ بِاَبِیْ بَکْرٍ مَا لَوْ نَزَلَ بِالْجِبَالِ لَھَاضَھَا "

(ازالۃ الخفاء فارسی مقصد دوم صہ ۳۶ از حضرت شاہ ولی اللہ محدّثؒ دہلوی مطبوعہ مطبع صدّیقی بریلی و تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ صہ ۸۸ مترجم)

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال پر میرے باپ حضرت ابوبکر صدّیق پر وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور ریزہ ریزہ ہوجاتا۔ علّامہ ابنِ خلدونؒ (شہرہ آفاق مُورّخِ اسلام) اِس حالت کا نقشہ یُوں کھینچتے ہیں کہ

" وَالْمُسْلِمُوْنَ کَالْغَنَمِ فِی اللَّیْلَۃِ الْمُمْطِرَۃِ لِقِلَّتِھِمْ وَکَثْرَۃِ عَدُوِّھِمْ وَاِظْلَامِ الْجَوِّ بِفَقْدِ نَبِیِّھِمْ "

(ابنِ خلدون جلد ۲ صہ ۶۵)

مشہور مصری ادیب محمد حسین ہیکل نے بھی اپنی محققانہ کتاب "ابوبکر صدیق اکبرؓ" میں لکھا ہے کہ :-

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے مسلمانوں کی حالت اُس ریوڑ کی طرح ہو گئی تھی جو جاڑے کی نہایت سرد اور بارش والی رات کو ایک لق و دق صحرا میں بغیر چرواہے کے رہ جائے اور اُسے سر چھپانے کو بھی کہیں جگہ نہ مل سکے۔ (ترجمہ ص۱۳۷)

اُفقِ عرب پر کفر و طغیان اور ضلالت و گمراہی کے سیاہ اور تاریک بادل چھا گئے تھے اور مکہ، طائف اور مدینہ کے سوا اسلام کا نام و نشان مٹ گیا حتیٰ کہ مرکزِ اسلام مدینۃ النبیؐ میں صرف دو مسجدیں ایسی رہ گئیں جہاں باقاعدہ نماز باجماعت پڑھی جاتی تھی۔

(مروج الذہب للمسعودی جلد ۱ ص۲۸۸)

اور جیسا کہ سید امیر علی مرحوم سی آئی ای ایل ڈی ڈی ایل پریوی کونسلر نے لکھا ہے :-

"اسلام تقریباً مدینہ کی حدود میں سمٹ کر رہ گیا تھا۔ ایک مرتبہ پھر ایک شہر کو سارے جزیرہ نما کی فوجوں سے لڑنا تھا۔"

(تاریخِ اسلام اُردو ص۴۳)

جیشِ اُسامہؓ کی روانگی اور کامیاب مراجعت

سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعاؤں اور اس کے خاص القاء

سے ان فتنوں کے خلاف اوّلین قدم یہ اُٹھایا کہ حضرت اُسامہ بن زیدؓ کی سرکردگی میں ایک اسلامی لشکر رومی حکومت کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ یہ لشکر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مرض الموت میں تیار کیا تھا کہ حضورؐ کا انتقال ہوگیا۔

تمام جلیل القدر صحابہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں درخواست کی کہ یہ وقت سخت خطرناک ہے۔ اگر اُسامہؓ کا لشکر بھی عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے چلا گیا تو مدینہ میں صرف بچے اور بوڑھے رہ جائیں گے اور مسلمان عورتوں کی حفاظت نہ ہو سکے گی۔ ہم آپ سے التجا کرتے ہیں کہ آپ اس لشکر کو روک لیں اور پہلے عرب کے باغیوں کا مقابلہ کریں جب ہم انہیں دبا لیں گے تو پھر اُسامہؓ کے لشکر کو عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا جا سکتا ہے لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ درخواست ردّ کر دی اور نہایت پُر شوکت اور پُر جلال الفاظ میں جواب دیا کہ کیا ابو قحافہ کا بیٹا خلافت پر فائز ہونے کے بعد پہلا کام یہ کرے کہ محمد رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو آخری مہم تیار کی تھی اُسے روک دے یہ نہیں ہو سکتا۔ پھر فرمایا:۔

"والّذی لَا الٰہ اِلّا ھو لو جَرّتِ الکلابُ بارجلِ ازواجِ النّبیِّ ما رَدَدْتُ جَیْشًا وَجَّھَہٗ رسُولُ اللّٰہِ وَلَا حَلَلْتُ لِوَاءً عَقَدَہٗ۔"

(تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ)

اُس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر صحرا کے کتّے بھی مدینہ میں گھس آئیں اور ازواجِ مطہّرات کے پاؤں تک گھسیٹنے لگیں تب بھی میں اس لشکر کو نہیں لوٹاؤں گا جسے محمد رسولُ اللہ

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیار کیا تھا اور جو جھنڈا رسُولِ خدا نے باندھا تھا مَیں اُسے ہرگز نہیں کھولوں گا۔ یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائیگا۔

(ایضاً تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۱۲۷)

جیشِ اسامہؓ اگرچہ انتہائی بےبسی کے عالم میں بھجوایا گیا تھا مگر وہ جہاں جہاں سے گزرا اُس نے مدینہ سے باہر ہر جگہ اسلامی حکومت کی دھاک بٹھا دی کیونکہ لوگوں نے اُسے دیکھ کر یہ زبردست نفسیاتی تاثر لیا کہ اگر اہلِ مدینہ کے پاس طاقت اور قوّت نہ ہوتی تو ایسے نازک وقت میں وہ اس لشکر کو ہرگز نہ بھجوا سکتے۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ صفحہ ۸۷)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدّیق کی دعاؤں اور مجاہد صحابہ کی قربانیوں کو شرفِ قبول بخشا اور اسلامی لشکر چند ماہ کے اندر اندر فتح وظفر کے پرچم لہراتا ہوُا واپس مدینۃ النبیؐ میں پہنچ گیا ؎

خُدا کے پاک لوگوں کو خُدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے

جھوٹے مدّعیانِ نبوّت کا عبرتناک انجام

خُدائے قادر و توانا جلّشانہٗ کی تائید و نصرت کے اس عظیم نشان کے ظہور کے بعد حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضؓ نے اپنی پُوری توجہ اُس منظّم شورش اور مسلّح بغاوت کے استیصال کی طرف مبذول کر دی جس کو قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کی پُشت پناہی حاصل تھی اور جو منکرینِ نبوّتِ محمدیہ، منکرینِ خلافت اور منکرینِ زکوٰۃ

نے اُٹھا رکھی تھی۔ یہ وہی بادیہ نشین تھے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی فرمائی تھی :۔

" قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِىْ قُلُوْبِكُمْ ؕ "

(الحجرات : ۱۵)

مُنکرینِ نبوتِ محمدیہ سے مُراد طلیحہ، مسیلمہ، سجاح اور ذوالتاج لقیط بن مالک جیسے جھوٹے مدعیانِ نبوّت تھے جو اسلامی سلطنت کو پارہ پارہ کرنے کیلئے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے اور مسلمانوں کے خلاف کُھلم کُھلا برسرِپیکار تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی توجّہ اور برکت سے فیضانِ ختمِ نبوّت کا اکمل واتم عرفان تھا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہی کو مخاطب کرکے فرمایا تھا :۔

"ابو بكرٍ اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ نَبِيٌّ"

(کنوز الحقائق وکنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۳۷)

ابوبکرؓ افضلِ اُمّت ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو جائے۔

حضرت ابوبکر رضؓ کو یہ بھی معرفتِ کاملہ حاصل تھی کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آنے والے مسیحِ محمدی کو چار بار نبی اللہ کے نام سے یاد فرمایا ہے اور یہ خبر دی ہے کہ " انّہٗ لیس بینی و بینہ نبی" (بخاری) کہ میرے اور مسیح محمدیؑ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا (لہٰذا اس درمیانی عرصہ میں دعویٰ نبوّت کرنے والا ہر شخص دجّال و کذّاب ہوگا)

اِس فیصلۂ نبویؐ کے مطابق آپ اِس یقین پر علیٰ وجہ البصیرت قائم تھے کہ یہ

لوگ سیاسی نقطۂ نگاہ سے باغی اور مذہبی اعتبار سے قطعی طور پر کذّاب اور مفتری ہیں۔

یہ سب بدبخت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل مُستقل نبوّت کے دعویدار تھے۔ اور قرآنی احکام میں منسوخی و تبدیلی ان کا مشغلہ تھا (مدعیانِ نبوّت صـ۵۳ تا صـ۵۸ تالیف اعتقاد السلطنۃ موسّسہ انتشاراتِ آسیا تہران۔ الصدّیق صـ۸۹ از حافظ عبدالرحمٰن صاحب امرتسری ۱۸۹۷ء)

مسیلمہ کذّاب نے تو شراب اور زنا تک کو جائز قرار دے دیا تھا (سیرت الصدّیق صـ۶۳ از محمد حبیب الرحمٰن خان شیروانی حبیب گنج ضلع علی گڑھ۔ مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۳۲ھ) اور قرآن کا مذاق اُڑانے کے لئے سورۃ والعادیات کے مقابل نئی سُورۃ اختراع کر لی تھی (جذب القلوب الیٰ دیارِ المحبوب از حضرت شیخ عبدالحق محدّث) لکھا ہے کہ مسیلمہ کذّاب نے سجاح کو مصالحتی پیغام بھیجا کہ نصف زمین قریش کی تھی نصف ہماری۔ اب وہ نصف تم کو دی جاتی ہے اور اس کے بعد اُسے نکاح کا پیغام دیا۔ سجّاح رضامند ہوگئی۔ سجاح نے مہر کا مطالبہ کیا تو مسیلمہ کذاب نے کہا کہ پانچ نمازیں محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرض کی تھیں مَیں تمہارے مہر میں صبح و عشاء کی دو نمازیں معاف کرتا ہوں۔ (اشاعتِ اسلام صـ۶۷ از مولانا حبیب الرحمٰن ناظم دارالعلوم دیوبند)

اِن جھوٹے مدعیانِ نبوّت نے مُلک بھر میں خوفناک فتنہ اُٹھایا اور لاکھوں لوگ ان کے پیچھے بھی ہوگئے مگر وہ بہت جلد خدا کی قہری تجلّی کا شکار ہو کر نیست و نابُود ہوگئے۔ طلیحہ اور سجاح نے تو اِسلام قبول کر لیا اور مسیلمہ کذّاب اور ذوالتاج

اسلامی افواج کے ہاتھوں مارے گئے اور یہ سب فتنہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں بالکل ختم ہوگیا۔ (نبراس شرح عقائد نسفی از الحافظ محمد عبدالعزیز الفرہاری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۴ مطبوعہ مطبع ہاشمی میرٹھ)

لعنت ہے مفتری پہ خدا کی کتاب میں
عزّت نہیں ہے ذرّہ بھی اس کی جناب میں
کوئی اگر خدا پہ کرے کچھ بھی افتراء
ہوگا وہ قتل ہے یہی اِس جُرم کی سزا

خلافت اور زکوٰۃ کے باغیوں کے خلاف جنگی کارروائی

اب رہے وہ باغی جو خلافت اور نظامِ زکوٰۃ دونوں کے مُنکر ہوچکے تھے۔ ان کی نسبت بھی سب بزرگ صحابہؓ نے بارگاہِ خلافت میں عرض کی کہ عرب نئے نئے زمانۂ جاہلیّت سے نکل کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے ہیں انہیں زکوٰۃ معاف کردی جائے اور نماز کو کافی سمجھ کر قبول کرلیا جائے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک بار پھر جلالی خطبہ دیا کہ :-

" وَاللّٰهِ لَا اَبْرَحُ اَقُوْمُ بِاَمْرِ اللّٰهِ وَ اُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يُنْجِزَ اللّٰهُ لَنَا وَيَفِيَ لَنَا عَهْدَهٗ ... فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ لَنَا وَلَيْسَ لِقَوْلِهٖ خُلْفٌ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا

بِمَا كَانُوْا يُعْطُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَقْبَلَ مَعَهُم الشَّجَرُ وَالْمَدَرُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ لَجَاهَدْتُهُمْ حَتّٰى تَلْحَقَ رُوْحِيْ بِاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ "

(کنز العمال جلد ۳ ص۱۴۲ حدیث ۲۳۵۳)

(ترجمہ) بخدا میں ہمیشہ خدا کے حکموں پر عمل کروں گا اور اسکی راہ میں جہاد جاری رکھوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے اور ہمارے لئے اپنا عہد پُورا فرمادے کیونکہ اس کے وعدہ میں تخلّف نہیں۔ اُسی نے ہمیں ارشاد فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ اللہ نے وعدہ کیا ہے تم میں سے اُن لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، کہ وہ ضرور اُن کو زمین پر (یعنی ملک میں) خلیفے بنائے گا (ایسے ہی خلیفے) جیسا کہ اُن سے پہلے بنائے۔ خدا کی قسم! اگر وہ لوگ ایک رسّی کو بھی روک لیں گے جو وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیا کرتے تھے اور اس بغاوت میں ان کے ساتھ جنگلوں کے مکین، شہروں کے باشندے اور سربر آوردہ لوگ اور عوام بھی شامل ہوجائیں تو بھی مَیں آخر دَم تک اُن کے خلاف عَلَمِ جہاد بلند رکھوں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ میں قطعًا

کوئی امتیاز نہیں کیا۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ اور خلافت کے منکر باغیوں کی طرف پے در پے لشکر بھجوائے۔ لشکروں کی راہ میں مشکلات کے پہاڑ آ کھڑے ہوئے مگر اللہ تعالیٰ نے خشکی اور تری میں ایسے ایسے نشانات دکھائے کہ مسلمان مجاہدوں کے ایمان کو تقویت ملی۔ ان کے حوصلے بلند ہو گئے اور سب باغی ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہو گئے۔

غازیانِ اسلام کے لئے نشانات

چنانچہ بحرین کے باغیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مدینۃ النبیؐ سے ایک فوجی دستہ حضرت علاء ابن الحضرمیؓ کی سرکردگی میں بھجوایا گیا۔ غازیانِ اسلام ایک لق و دق صحرا میں سے گزر رہے تھے کہ ان کے تمام اُونٹ بے قابو ہو کر بھاگ گئے۔ نہ کوئی اُونٹ رہا نہ توشہ، نہ توشہ دان نہ خیمہ۔ سب کا سب ریگستان میں غائب ہو گیا اور یقین ہو گیا کہ ہلاک ہو جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اُن اُونٹوں کی واپسی کا غیبی سامان کیا بلکہ عین اُس جگہ جہاں وہم و گمان بھی نہ تھا چشمہ جاری کر دیا۔

(تاریخ طبری حصہ دوم مترجم صفحہ ۱۲۶، صفحہ ۱۲۸، صفحہ ۱۳۴ ناشر نفیس اکیڈیمی کراچی)

باغیوں کی بھاری جمعیت خلیجِ دارین میں جمع ہو گئی تھی۔ دارین پر حملہ کرنے کے لئے جہازوں اور کشتیوں کی ضرورت تھی جو مسلمان لشکر کے پاس موجود نہ تھیں۔ حضرت علاء الحضرمیؓ نے لشکرِ اسلام میں خطبہ پڑھا کہ تم لوگ خشک میدان

ہیں خدا کی جس قسم کی تائید اور امداد کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو تم کو اسی قسم کی امداد اور تائید کی توقع دریا میں بھی رکھنی چاہیئے تم سب دریا میں داخل ہو جاؤ۔ اِس پر اسلامی لشکر یہ دعائیہ کلمات پڑھتے ہوئے سمندر میں داخل ہوگیا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ یَا کَرِیْمُ یَا حَلِیْمُ۔ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ۔ یَا حَیُّ یَا مُحْیِ الْمَوْتٰی۔ یَا حَیُّ وَقَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا رَبَّنَا۔ کوئی اُونٹ پر سوار تھا، کوئی گھوڑے پر، کوئی خچر پر، کوئی گدھے پر، اور بہت سے پاپیادہ تھے سمندر کا پانی خشک ہو کر اِس قدر رہ گیا کہ اُونٹ اور گھوڑے کے صرف پاؤں بھیگتے تھے۔ اِسلامی لشکر ایسے آرام سے ہولناک دریا کو طے کر رہا تھا کہ گویا بھیگے ہوئے ریتے پر چل رہا ہے۔ دارین میں کسی کو یہ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ مسلمان جہازوں اور کشتیوں کے بغیر اس طرح دریا کو پا پیادہ طے کر کے پہنچیں گے۔ وہ غافل تھے کہ مسلمان وہاں پہنچ گئے اور دارین پر اسلامی جھنڈا گاڑ دیا۔

(تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۴۲ بحوالہ اشاعتِ اسلام صفحہ ۸۷، صفحہ ۸۸ از مولوی محمد حبیب الرحمٰن صاحب ناظم دارالعلوم دیوبند)

ہوں جہاں گردہم میں پھر پیدا ❊ سندباد اور پھر جہازی بخش
سیّدُ الانبیاءؑ کی اُمّت کو ❊ جو ہوں غازی بھی وہ نمازی بخش

(المصلح الموعودؓ)

ارتداد اختیار کرنیوالے باغیوں پر فتح

وہ باغی عناصر جو اسلام سے بالکل مرتد ہو کر اِسلامی حکومت کا تختہ

اُلٹنے میں سرگرمِ عمل تھے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ان کی سرکوبی کے لئے بنفسِ نفیس لشکر لے کر جانا چاہتے تھے مگر سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ کی سواری کی باگیں پکڑ لیں اور عرض کیا:۔

" اَیْنَ تَذْھَبُ مِنَ الْمَرْکَزِ وَ اَنْتَ نِظَامُ الْاِسْلَامِ وَ اِلَیْکَ مَدَارُ الْاِسْلَامِ لَا تَخْرُجَنَّ مِنْ دَارِ الْخِلَافَۃِ وَلٰکِنْ اَرْسِلْ مَعَ الْعَسْکَرِ نَائِبًا مِنْکَ "

(منشجر الاولیاء صہ ۵۲ ناشر شمس الدین تاجر کتب مسلم مسجد چوک انارکلی لاہور)

آپ مرکز چھوڑ کر کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ ہی تو نظامِ اسلام اور مدارِ اسلام ہیں آپ دار الخلافہ سے ہرگز نہ جائیں بلکہ آپ کسی نائب کو لشکر کے ساتھ بھیج دیں۔

یہ منشجر الاولیاء کی روایت ہے۔ کنز العمال (جلد ۳ صہ ۱۴۱۔ صہ ۱۴۳) میں حضرت علی رضؓ کے یہ الفاظ منقول ہیں:۔

" اِلٰی اَیْنَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔۔۔۔ لَا تُفْجِعْنَا بِنَفْسِکَ وَ ارْجِعْ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَوَ اللّٰہِ لَئِنْ فُجِعْنَا لَا یَکُوْنُ لِلْاِسْلَامِ نِظَامٌ اَبَدًا "

خلیفۂ رسولؐ! آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ ہمیں اپنے وجود سے کسی مصیبت میں مبتلا نہ کریں اور مدینہ کی طرف لوٹ آئیں۔ خدا کی قسم اگر کوئی حادثہ رونما ہو گیا تو نظامِ اسلام کبھی

قائم نہ ہو سکے گا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قیمتی مشورہ منظور فرمالیا اور ایک لشکر میں تو حضرت خالدؓ بن ولید کو اور دوسرے میں حضرت اسامہؓ کو اپنا نائب بنا کر بھیج دیا۔ (مشجر الاولیاء ص۲۳۴)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اصل مقصد چونکہ ملکی بغاوت کے اڈوں کو ختم کرنا تھا اس لئے آپ نے سپہ سالاروں کو واضح الفاظ میں ہدایات جاری فرمائیں کہ باغیوں کی سرکوبی سے قبل ان کو کلمۂ شہادت پڑھنے کی دعوت دیں اور اگر وہ یہ دعوت قبول کرلیں تو ان باغیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے۔

(حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط ص۱۰، ص۱۳، ص۱۴، ص۱۴۷، ص۱۵۰ مولف خورشید احمد فاروق استاد ادبیاتِ عربی دہلی یونیورسٹی ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶ طبع اوّل دسمبر ۱۹۶۰ء)

صحابہؓ کی وعظ و نصیحت اور اس کے عمدہ اثرات

بغاوت کی جو چنگاریاں ابھر رہی تھیں وہ تو جنگی کارروائی کے نتیجہ میں بالکل ختم ہو گئیں مگر ارتداد کے عام اثرات کو صحابۂ رسول نے وعظ و نصیحت سے مٹایا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو" اہل کتاب صحابہ و تابعین" از مولوی حافظ مجیب اللہ ندوی ۱۹۵۱ء) ان کے باطل شکن دلائل و براہین نے سینکڑوں قبائل اور ہزاروں نفوس کو جو اسلام سے دور جا چکے تھے پھر سے اسلام میں داخل کر دیا۔

صحابہؓ نے اِس دَور میں کس طرح تبلیغِ اسلام کا جہادِ کبیر کیا اس کی ایک مثال بارھویں صدی ہجری کے مجدّد اور سعودی حکومت کے مذہبی پیشوا حضرت محمد بن عبد الوہاب نجدی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۱۷۰۳ء وفات ۱۷۹۱ء) کی کتاب "مختصر سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم" سے بیان کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

جب اہلِ ہجر اسلام سے برگشتہ ہونے لگے تو آنحضرت کے (محبوب صحابی) حضرت جارودؓ بن المعلّی اپنی قوم کو سمجھانے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے تو انہوں نے فرمایا لوگو! تم موسیٰؑ کو کیا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ خدا کے پیغمبر ہیں۔ پھر حضرت جارودؓ نے پوچھا کہ تم حضرت عیسیٰؑ کو کیا جانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ اس پر حضرت جارودؓ نے فرمایا "اَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ عَاشَ كَمَا عَاشُوْا وَمَاتَ كَمَا مَاتُوْا۔" میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ نے ویسے ہی زندگی گزاری جس طرح حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ زندہ رہے اور اسی طرح فوت ہوئے جیسے حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ وفات پاگئے۔

حضرت جارودؓ بن المعلّی کی اس مؤثر تقریر کا یہ اثر ہوا کہ قبیلہ عبد القیس میں سے کسی فرد نے ارتداد اختیار نہ کیا ("مسیح کو مرنے دو کہ اِسلام کی زندگی اِسی میں ہے۔" ملفوظات مسیح موعودؑ

جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۷) (ترجمہ از مختصر سیرت رسول صفحہ ۲۲۲ مطبع السنتہ المحمدیہ القاہرہ ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء)

فتنۂ ارتداد کو مٹانے میں اگرچہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہؓ میں سے حضرت ثمامہؓ بن آثال، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت سہیلؓ بن عمر اور دوسرے جاں نثار صحابہ نے شاندار خدمات انجام دیں مگر سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ نے تبلیغی جہاد کا حق ادا کر دیا جیسا کہ ربُّ العالمین کے اس محبوب اور اس کے منصور اَسَدُ اللہِ الغالِب نے ایک بار فرمایا:۔

"فَمَشَیْتُ عِنْدَ ذٰلِكَ اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ فَبَایَعْتُهٗ وَنَهَضْتُ فِیْ تِلْكَ الْاَحْدَاثِ حَتّٰی زَاغَ الْبَاطِلُ وَزَهَقَ وَكَانَتْ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا"

(منار الہدٰی مؤلفہ شیخ علی البحرانی صفحہ ۳۷۳)

مَیں خود چل کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا اور ان کی بیعت کر لی اور ان حوادث میں ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور یہاں تک مقابلہ کیا کہ باطل راہِ حق سے ہٹ گیا اور بھاگ گیا اور خدا تعالیٰ کا کلمۂ توحید بلند ہو گیا۔

گبن کا حیرت انگیز اعتراف

یورپ کا نامور مؤرخ گبن (GIBBON) قرآنی پیشگوئی "وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا" کی حقانیت کو عملاً تسلیم کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"The various rebels of Arabia, without a chief or a cause, were speedily suppressed by the power and discipline of the rising monarchy: and the whole nation again professed, and more steadfastly held, the religion of the Koran. The ambition of the caliphs provided an immediate exercise for the restless spirit of the Saracens: their valour was united in the prosecution of a holy war: and their enthusiasm was equelly confirmed by oppoistion and victory."

(The History of the Decline and Fall of the Roman Empire by Edward Gibbon Vol. VI. P-4)

(ترجمہ) عرب کے مختلف باغیوں کو۔۔۔ نئی اُبھرنے والی حکومت نے اپنی قوّت اور تنظیم کی بدولت بہت جلد مغلوب کر لیا اور ساری قوم نے از سرِ نَو قرآنی مذہب پر عمل درآمد کا اِعلان کیا اور اُس پر مضبوطی سے قائم ہوگئی۔ مُسلمانوں کی سیمابی رُوح کے لئے خُلفاء کے عزائم نے فوری عمل کا سامان فراہم کیا اور مسلمانوں کی جراُت ایک مقدّس جنگ کے لئے متّحدِ عَمل ہوگئی اور ان کا جوش و خروش، مقابلہ اور فتح و کامرانی دونوں صُورتوں میں یکساں طور پر نمایاں ہوگیا۔

قیصر و کسریٰ کی حکومتوں سے تصادم اور فتوحات کا آغاز

آیتِ استخلاف میں تمکنتِ دین کو جو نظامِ خلافت سے وابستہ کیا گیا تھا اس کی تشریح و توضیح بھی اللہ تعالیٰ نے دوسری بہت سی آیاتِ قرآنی میں فرمائی اور پہلے سے خبر دی کہ روم و ایران جیسی پُرشکوہ حکومتوں سے عنقریب تصادم ہوگا اور ان کے زیرِ نگیں علاقوں پر اسلام کا جھنڈا لہرائے گا۔ اِس ضمن میں چند آیات یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً ... (الفتح : ۲۱) (تفسیر منہج الصادقین)

اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ......

... (الانبیاء : ۴۵) (مجمع البحرین زیر لفظ ننقص ص ۳۴۹)

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ... (المجادلہ : ۲۲) (تفسیر مجمع البیان)

سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ ... (الفتح : ۱۷)

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ... (القصص : ۶)

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ .... (الانبیاء : ۱۰۴)

الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ .... (الروم : ۲ تا ۴) (فروع کافی کتاب الروضہ جلد ۳ ص ۱۲۷)

یہی نہیں ان فتوحات کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمِ کشف میں

نظّارہ بھی دکھایا گیا تھا۔ چنانچہ تفسیر قمی (صفحہ ۵۱۸)، حیاتُ القلوب جلد ۲ صفحہ ۳۹۵، سیرتِ حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۳، زُرقانی جلد ۲ صفحہ — اور سیرت ابن ہشام میں غزوۂ اَحزاب کا یہ ایمان افروز واقعہ درج ہے کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے مُبارک ہاتھوں سے کُدال پکڑا اور پتھر پر مارا پھر فرمایا اللہ اکبر۔ پھر کدال مارا اور ساتھ ہی کہا اللہ اکبر۔ پھر تیسری دفعہ کدال مارا ساتھ ہی پتھر ٹُوٹ گیا۔ اس پر آپ نے پھر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور صحابہؓ کو بتایا کہ کدال پڑنے سے تین دفعہ روشنی نمودار ہوئی۔ تینوں دفعہ خُدا نے مجھے اِسلام کی آئندہ ترقیات کا نقشہ دکھایا۔ پہلی روشنی میں قیصر کے شاہی محلات دکھائے گئے اور اُنکی کُنجیاں مجھے دی گئیں۔ دوسری دفعہ کی روشنی میں مدائن کے سفید محلّات مجھے دکھائے گئے اور مملکتِ فارس کی چابیاں مجھے دی گئیں۔ تیسری دفعہ کی روشنی میں صنعا کے دروازے مُجھ پر کھولے گئے۔

جنگِ خندق فروری، مارچ ۶۲۷ء میں ہوئی جس میں دشمن کی مسلّح فوج اندازاً چوبیس ہزار تھی اور مدینہ کے مسلمان اِنتہائی اَقلیّت میں تھے یعنی کُل مسلمان مردوں کی تعداد بچّوں اور اپاہجوں کو ملا کر بمشکل تین ہزار ہوگی۔

خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جس وقت یہ نظّارہ دیکھا اُس وقت مدینۃُ النّبیؐ چاروں طرف سے خطرہ میں گھر چکا تھا اور کفّارِ مکّہ اور اندرونی منافقین اور یہود نے مدینہ کے مسلمانوں کا عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا مگر حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے زمانۂ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے حالتِ خوف کو دُور کر کے امن کا سامان پیدا کر دیا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد نہ صرف مسلمانوں کی حالتِ

خوف امن میں تبدیل ہوگئی بلکہ عراق اور شام کے بہت سے علاقے بھی فتح ہو گئے اور ان کی حکومتوں پر ضربِ کاری لگی اور عہدِ فاروقی میں مسلمان شہسواروں کے گھوڑوں نے قیصر و کسریٰ کے تاج اپنے پاؤں تلے روند ڈالے اور ان کے اقتدار کے پرچے اُڑا دیئے۔ حق غالب آگیا اور باطل کو شکستِ فاش ہوئی اور خُدا کی بادشاہت پھر سے زمین پر قائم ہو گئی۔

ایک امریکن مورّخ واشنگٹن اِرونگ نہایت حیرت اور استعجاب کے انداز میں لکھتا ہے :۔

"It is singular to see the fate of the once mighty and magnificent empires of the orient, Syria, Chaldea, Babylonia, and the dominions of the Medes and Persians, thus debated and decided in the mosque of Medina, by a handful of grey headed Arabs, who but a few years previously had been homeless fugitives"

(Lives of the successors of Mohamet by Washington Irving, London, Published by John Murray, Albemarle Street, 1950)

(ترجمہ) یہ امر بالکل بے مثال ہے کہ شام، چالڈیا[۱]، بے بی لونیا[۲]، میڈیا[۳] اور ایران جیسی عظیم مشرقی سلطنتوں کی قسمتیں مدینہ کی مسجد میں موضوعِ سخن بنی

---

[۱] (جنوبی عراق) [۲] (جدید عراق) [۳] شمالی ایران

ہوئی تھیں جہاں مٹھی بھر عمر رسیدہ عرب ان کے بارے میں مشورے اور فیصلے کر رہے تھے جبکہ وہ خود چند سال پہلے بے یار و مددگار گھروں سے نکالے گئے تھے۔

ایک فرانسیسی مصنّف نے اِس مضمون کو ایک اَور انداز میں بیان کیا ہے لکھتا ہے کہ مَیں محمد عربی کو نبی نہیں مانتا مگر مَیں اِس واقعہ کو کہاں لے جاؤں کہ مدینہ میں ایک چھوٹی اور کچی مسجد ہے جس کی چھت پر کھجور کی ٹہنیاں پڑی ہیں اور بارش کا پانی اس سے ٹپک پڑتا ہے۔ اس مسجد میں چند فاقہ مست لوگ جن میں سے بعض کو کھانے کی روٹی بھی میسّر نہیں اور نہ سارا تن ڈھانکنے کے لئے کوئی کپڑا ہے، یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ساری دُنیا کو فتح کر لیں گے اور ابھی چند سال نہیں گزرتے کہ یہ ناممکن بات عملی شکل اختیار کر لیتی ہے اور قیصر و کسریٰ کی زبردست حکومتیں پاش پاش ہو جاتی ہیں اور ان کے مقبوضات اِسلامی حکومت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ (بحوالہ منہاج الطالبین صـ ۶۴ تصنیف حضرت مصلح موعودؓ)

ہوئے وہ قیصر و کسریٰ کے کرّ و فر برباد
یتیم مکّہ کے جب بوریا نشین گئے

یہ ہے آیتِ اِستخلاف کی رُوشنی میں حضرت ابوبکرؓ صِدّیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کی صحیح قرآنی تاریخ جو بے شمار خدائی نصرتوں، رحمتوں اور برکتوں سے معمور ہے اور اِسلام، قرآن اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت و حقّانیّت کا چمکتا ہوا نشان ہے۔

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھاوے
یہ ثمر باغِ محمد سے ہی کھایا ہم نے

مصطفیؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نُور لیا بارِ خُدایا ہم نے

خلافتِ صدیقی کی اِن فتوحاتِ نمایاں اور متواتر نشانوں کے تصوّر ہی سے بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ بلا فصل سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ پر درُود و سلام جاری ہو جاتا ہے۔ اے خلیفۂ رسُولؐ! تم پر لاکھوں کروڑوں درُود و سلام!! تم نے اپنے خُون سے گلشنِ اسلام کی آبیاری کی۔ اُمّتِ محمدیہ روزِ محشر تک تمہارے احسانوں کا بدلہ نہیں اُتار سکتی۔

حق یہ ہے کہ اگر اُس وقت ابوبکرؓ نہ ہوتے تو اسلام بھی نہ ہوتا۔ یقیناً آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد سب سے بڑا احسان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ قیصرِ روم نے ایک بار کہا تھا کہ اگر مَیں محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی جناب میں پہنچ سکتا تو آنجناب مقدّس کے پاؤں دھونا اپنا فخر سمجھتا۔ اِسی طرح بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر پُوری اُمّت حضرت ابوبکرؓ کے لئے اپنی سب دعائیں مخصوص کر دے اور قیامت تک جنابِ الٰہی کے حضور سجداتِ شکر بجا لاتی رہے تب بھی وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا شُکریہ ادا نہیں کر سکتی ؎

اگر ہر بال ہو جائے سُخَن وَر
تو پھر بھی شکر ہے اِمکاں سے باہر

مُستشرقین کی طرف سے صحیح قرآنی تاریخ پر پردہ ڈالنے کی سازش

میرے پیارے بھائیو اور بزرگو! اپنے مضمون کے دوسرے حصّہ میں مجھے نہایت دردبھرے دِل کے ساتھ یہ عرض کرنا ہے کہ مستشرقینِ یورپ منافقوں اور اسلام کے دشمنوں کی اُن وضعی، جعلی اور من گھڑت روایتوں اور خلافِ عقل تاویلوں کا سہارا لے کر جن کا ایک بہت بڑا انبار فیجِ اعوج کے زمانہ تک تیار ہوچکا تھا (فوائدالمجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ از حضرت محمد بن علی شوکانیؒ، عجالہ نافعہ از حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، تعقّباتِ سیوطی از حضرت علّامہ جلال الدین سیوطیؒ، موضوعاتِ کبیر از حضرت امام علی القاریؒ) قرآنِ مجید کی اِس مستند اور آسمانی تاریخ پر پردے ڈال رہے ہیں اور اسے انتہائی بھیانک اور مسخ شُدہ صورت میں پیش کر رہے ہیں۔

یہ خدا ناترس لوگ علمِ تاریخ کے ذریعہ مسلمانانِ عالم کو حقیقی اسلامی تاریخ سے بددل بلکہ متنفّر کرنا چاہتے ہیں۔ سٹیفنز (STEPHENS JAMES)، باس ورتھ سمتھ (BOSWORTH SMITH)، سیل (SALE)، آسبرن (OSBORNE)، وِیری (E.M.WHERRY)، ہنری کوپی (COPPEE) اور ولیم میور (WILLIAM MUIR) (تاریخ اشاعتِ اسلام ص ۳۶۱-۳۶۴ مولّفہ مولانا شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی مرحوم) اور دوسرے عیسائی مصنّفوں

کی حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے دشمنی اِس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ وہ آپؐ کی مقدّس زندگی کو معاذ اللہ (خاکم بدہن) محض ایک خُونی اور فوجی آمر کی حیثیت دیتے اور اسلام کی تلوار کا رہینِ منت سمجھتے ہیں ؎

یہی فرماتے رہے تیغ سے پھیلا اسلام
یہ نہ ارشاد ہُوا توپ سے کیا پھیلا ہے؟ (اکبر الٰہ آبادی)

مُستشرقین میں جبیر ڈِنوجن (JABEER DANOGEN) بظاہر ایک سنجیدہ اِنسان شمار ہوتا ہے مگر اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی نسبت ایسی سوفیصدی جُھوٹی، دِلآزار اور ناپاک اور شرمناک کہانی وضع کر ڈالی ہے کہ جس کا تصوّر کر کے بھی ایک عاشقِ رسُولِ عَربیؐ کا جگر شق اور دِل پارہ پارہ ہو جاتا ہے (دیباچہ حیاتِ محمد از محمد حسین ہیکل صنا مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۴ھ)

مُستشرقین کے نزدیک اِسلام اور قرآن محض آنحضرتؐ کے دماغ کا منصوبہ اور اختراع ہے۔ چنانچہ مغربی دُنیا کا مایۂ ناز مورّخ اور ماہرِ عمرانیات ٹائن بی (TOYNBEE ARNOLD) جس نے اِسی سال ۲۳ر اکتوبر ۱۹۷۵ء کو انتقال کیا ہے اپنی عمر بھر کی تحقیق یہ بیان کرتا ہے کہ بانئِ اسلام نے ابتداء میں یہودیت سے فیض اُٹھایا جو خالص سریانی مذہب تھا بعد میں نسطوریت سے استفادہ کیا جو مسیحیت کی ایک شاخ تھی (ترجمہ مطالعہ تاریخ حصہ اوّل ص۵۴ از ٹائن بی، ناشر مجلس ترقی ادب ۲ کلب روڈ لاہور) نیز کہتا ہے کہ (حضرت) محمد کی خلّاق رُوح نے یہودیت اور مسیحیت سے جو رُوشنی حاصل کی اس کو بدل کر اسلام کے نئے اعلیٰ مذہب کی شکل دے دی۔ (ص۶۱۴)

اِس اندازِ فکر کا طبعی نتیجہ یہ ہے کہ مُستشرقین اور مغربی مُورّخین جہاں اپنی مذہبی تاریخ لکھتے وقت اپنے اَسلاف کے ادنیٰ اور معمولی کاموں کو بھی بڑھا چڑھا کر پیش کرتے اور ان کو بڑی عظمت دیتے ہیں وہاں آنحضور خاتم العارفین خاتَم المرسلین سیّدالاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلّم (فداہ نفسی) کی صداقت کو مُشتبہ اور قوّتِ قدسیہ کو داغدار کرنے کے لئے ایک تو نظامِ خلافت کو محض عرب کے سیاسی ماحول کا نتیجہ قرار دیتے ہیں جو ان کے نزدیک عربوں کے بلادِ فارس اور مشرقی سلطنت روما کے ایک بڑے حصّے پر تسلُّط کی پیداوار تھا جیسا کہ سرٹامس آرنلڈ نے "خلافت" (THE CAILAPHATE) میں تاثر دیا ہے دوسری طرف آپؐ کے جانشین اور خلیفۂ بلافصل حضرت ابوبکر صدّیقؓ کی خلافت کو بھی سازش ٹھہراتے ہیں اور آپ کی فتوحات کو محض ایک سیاسی عمل، اِتفاق یا مادّی ذرائع سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ ولیم ایچ میکنیل (WILLIAM H. MCNEILL) اور مارلین روبنسن والڈمین (MARILYN ROBINSON WALDMAN) نے اپنی تازہ کتاب اِسلامی دُنیا (THE ISLAMIC WORLD) کے صفحہ ۷۵ پر اِس امر پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ جب پیغمبرِ اسلام ہی موجود نہ تھے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ مسلمان خالقِ ارض وسما کی مشیّت اور تقدیر کو سمجھنے اور خدا کی مرضی کے مطابق انتخاب عمل میں آسکتا؟

فرانسیسی مستشرق لامینس اور ڈاکٹر فلپ حتی نے یہ مضحکہ خیز نظریّہ قائم کیا ہے کہ خلافتِ صدّیقی دراصل حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابوعبیدہؓ عامر بن الجراحؓ کی "سیاسی سازش" کے نتیجہ میں معرضِ وجود میں آئی (ترجمہ "ابوبکر

صدّیق" موتفہ عمر ابو النصر صہ۲ و صہ۱۴۴ مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی مرحوم، ناشر ادارہ فروغ لاہور) ڈاکٹر فلپ کے حتّی (DR. PHILIP K. HITTI) نے یہ افسانہ بھی تصنیف کیا ہے کہ حضرت علیؓ کو ابتداء ہی سے سرگرم حامیوں کی ایک جماعت مِل گئی تھی جن کا مذہبی عقیدہ یہ تھا کہ رسُولُ اللہ کے بعد علیؓ اور صرف علیؓ کو جانشین بننا چاہیئے کیونکہ وہ رسُولُ اللہ کے چچیرے بھائی، آپؐ کی صاحبزادی فاطمہؓ کے شوہر اور حسنینؓ کے والد تھے (تاریخ العرب از حتّی جزاوّل صہ۱۹۰، صہ۱۹۱ طبع سوم ۱۹۶۱ء۔ ترجمہ تاریخ ہشام صہ۳۴۴ مترجم مولانا غلام رسول مہر، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور) حتّی نے حضرت علیؓ پر یہ ناپاک افتراء اور ظالمانہ اتہام صرف اِس لئے باندھا ہے تا یہ تاثر دیا جا سکے کہ (حضرت) بانیٔ اسلام کے قریبی رشتہ دار اور ان کے ہم عصر صحابہؓ کے خیال میں بھی اسلام بین الاقوامی، آفاقی اور آسمانی تحریک نہیں تھا بلکہ اس کی حیثیت محض ایک نسلی، خاندانی اور قبائلی مذہب کی تھی۔

مستشرقین اور دوسرے مغربی مصنّفین اسلام سے بُغض و عداوت کا زہر نہایت میٹھے اور شیریں الفاظ میں ملا کر پیش کرنے کو ایک فن سمجھتے ہیں۔ فرانسیسی محقّق ڈاکٹر گستاؤ لیبان نے اپنی کتاب "تمدّنِ عَرَب" میں اِس فن کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ یہ شخص وان کریمر (VAN CRAEMER)، گِبن (GIBBON)، ڈاکٹر روِیل (RODWELL) اور ڈاکٹر سَر وِیر (SIR WEER) کی طرح حضرت ابوبکر صدّیقؓ کی سادگی اور بے لوث مُلکی خدمات کی بہت تعریف کرتا ہے (جہادِ صدّیق صہ۱۷۱، صہ۱۷۷ از میجر جنرل

اکبر خاں) مگر ساتھ ہی بڑے معصومانہ انداز میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات پر اسلامی حکومت کے خلاف ہتھیار اُٹھانے والے باغیوں سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور یہ کہہ کر چپکے سے اسلامی تاریخ کے جسم میں خنجر گھونپ دیتا ہے کہ پیغمبرِ عرب صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خُلفاء کا ذِکر خود پیغمبر نے کبھی نہیں کیا تھا اور اُنہیں اس پیغمبر کی تعلیم کو جاری رکھنے کا کوئی حق نہ تھا (تمدّنِ عرب" اُردو ص۱۳۴ مترجم سید علی بلگرامی)

گستاؤلی بان بازنطینی عیسائی حکومت اور کسریٰ کی ایرانی حکومت کی خطرناک سازشوں پر پردہ ڈالنے کی خاطر یہ بھی لکھتا ہے کہ بہت ہی تھوڑے دنوں میں حضرت ابوبکرؓ کو معلوم ہو گیا کہ سب سے عمدہ طریقہ ان نا اتفاقیوں کے بند کرنے کا یہ ہے کہ عربوں کو ملک سے باہر اپنی جبلّی جنگ وجدال کی عادت کو کام میں لانے کا موقعہ دیا جائے اور یہی خوش تدبیری ان کے بعد کے خلفاء نے بھی برتی اور جب تک یہ تدبیر جاری رہی اسلام برابر ترقی کرتا رہا جس روز عربوں کیلئے دُنیا میں کوئی ملک فتح کرنے کو باقی نہ رہا اُسی روز انہوں نے آپس میں خانہ جنگی شروع کر دی۔ (تمدّنِ عرب ص۱۳۶)

گستاؤلی بان کا صاف مطلب یہ ہے کہ عہدِ صِدّیقی اور بعد کے خُلفاء کی فتوحات محض عربوں کو خانہ جنگی سے بچانے کی جنگی چال اور سیاسی ہتھیار تھا جو قیصر وکسریٰ کے خلاف جارحانہ طور پر استعمال کیا گیا۔

غور فرمائیے کس درجہ بے ثبوت، مُہمل اور بے سروپا دعویٰ ہے۔ اِس ضمن میں آرنلڈ جے ٹائن بی نے ایک قدم اَور بڑھا کر یہ شوشہ چھوڑا ہے کہ عربوں کی

سب فتوحات اِس بات کا نتیجہ تھیں کہ اُن کے اَسلاف متعدد نسلوں تک رومی فوجوں میں رہ چکے تھے (مطالعہ تاریخ جلد ۱ ص ۶۸۶) حالانکہ تاریخ سے قطعاً یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت خالدؓ بن ولید، حضرت ابوعُبیدہؓ، حضرت عمروؓ بن عاص یا بعد میں آنے والے مشہور مسلمان جرنیلوں نے اپنے اَسلاف کی جنگی ہُنرمندیوں سے کبھی کسی مرحلہ پر فائدہ اُٹھایا ہو۔

جان بے گاٹ گلب (JOHN BAGOT GLUBB) نے اپنی کتاب "محمد کی سوانح اور آپ کا عہد" میں عرب قبائل کے اِرتداد اور مسلح بغاوت کو ایک ہی چیز سمجھا ہے اور پھر اسے عالمی بغاوت (UNIVERSAL REBELLION) کا نام دے کر یہ ادّعا کیا ہے کہ اسے دعوت و تبلیغ سے نہیں خالص فوجی طاقت سے فرو کیا گیا۔

The life and times of Muhammad p—367
By John Bagot glubb—Second impression
1970)

مسٹر گلب کا یہ دعویٰ بالکل خلافِ حقیقت ہے چنانچہ جیسا کہ مَیں بتا آیا ہُوں خلافتِ صِدّیقؓ کے آغاز میں جو بے شمار لوگ ازسرِ نو اسلام میں داخل ہوئے وہ محض صحابۂ رسُولؐ کی تبلیغی سرگرمیوں کا نتیجہ تھا جس میں کسی نوع کے سیاسی یا فوجی دباؤ کا ذرّہ برابر عمل دخل نہیں تھا۔

دراصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ میں اور آپ کی وفات کے بعد کُفّارِ مکّہ، منافقینِ مدینہ اور قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کی نگاہ میں

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بلند پایہ شخصیت ہمیشہ خار کی طرح کھٹکتی رہی ہے۔ رومی اور ایرانی بادشاہ جو اسلام کو شروع ہی سے اپنا حریف سمجھتے تھے اپنے درباروں میں حضرت ابوبکرؓ کو علانیہ آنحضرتؐ کے وزیر کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ (الخلفاء الراشدون ص۱ از محمد اسعد طلس مطبع اندلس بیروت لبنان ۱۹۵۸ء)

آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہؓ پر منافقوں کی تہمت کا اصل سبب یہی تھا کہ کفر کی تیز آنکھ دیکھ چکی تھی کہ تمام صحابۂ رسولؐ میں سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق و فدائی آپ ہی ہیں اس لئے انہوں نے مسلمانوں میں تفرقہ، منافرت اور انتشار پھیلانے کا یہ حربہ اختیار کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تقدس اور عظمت کو پامال اور مجروح کیا جائے تا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی نظر سے گر جائیں۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص۲۴۳، مروج الذہب جلد ۱ ص۲۸۸ اور طبری میں یہ روایت بھی ملتی ہے کہ اسلام کے دشمنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو زہر دیکر مارنے کی بھی سازش کی تھی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ "اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" کے خدائی وعدہ کے مطابق دشمنِ اسلام نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر سکے نہ آپؓ کو۔ تاہم یہ پرانی دشمنی صدیوں سے چلی آرہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کے وہ متعصب مصنف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک سے ناپاک اور ذلیل سے ذلیل حملے کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے "ثانی اثنین" صدیقِ اکبر خلیفۃ الرسولؐ حضرت ابوبکرؓ کو اپنے تیروں کا نشانہ ضرور بناتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ انہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو

بُرا بھلا کہنے میں خاص طور پر مزہ آتا ہے۔ جان نارمن ہالسٹر (JOHN NORMAN HOLLISTER) نے اپنی ایک کتاب میں بعض آوارہ مزاج، مجہول النسب اور گمنام عناصر کی آڑ میں جن کو مسلمانوں کا کوئی شائستہ اور متین طبقہ اچھی نظر سے نہیں دیکھتا اور نہ ان کی حرکات کو پسند کرتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو ایسی ایسی گندی اور غلیظ گالیاں دی ہیں کہ لکھنؤ کے بھٹیار خانے بھی شرما گئے ہیں۔

(ORIENTAL RELIGIONS SERIES VOLUME VIII, LUZAC AND COMPANY LIMITED LONDON 1953)

ع ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہئے

شیکسپئر (Shakespeare) کہتا ہے:۔

"What is in a name, call a rose by an other name it will smell like a rose."

نام میں کیا رکھا ہے گلاب کو خواہ کسی اور نام سے پکاریں خوشبو تو اس سے گلاب ہی کی آئے گی۔

جوہرِ ذاتی کبھی تبدیل ہو سکتا نہیں
ایک "دانا" کو کوئی کہہ دے اگر "ناداں" تو کیا
پھول آخر پھول ہیں ہر حال میں مہکیں گے وہ
گلستاں کا نام رکھ دے کوئی خارستاں تو کیا (مولانا ظفر محمد ظفر)

کہتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی سے ایک بزرگ ابوالحسن خرقانیؒ نے کہا کہ بایزید نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ بادشاہ نے کہا کیا وہ نعوذ باللہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر تھے کہ آنحضرتؐ کو ابولہب اور ابوجہل نے دیکھا اور وہ بدبخت ہی رہے۔ اُس بزرگ نے جواب دیا اے بادشاہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ"۔ (اعراف: ١٩٩)۔ (تذکرۃ الاولیاء باب ٧٧)

جس طرح کفارِ مکہ نے اپنی تعصب کی آنکھ سے محمد بن عبداللہ کو دیکھا لیکن محمد رسول اللہ کو نہیں دیکھا اسی طرح مستشرقینِ یورپ ابوبکرؓ ابنِ ابی قحافہ کو دیکھتے ہیں مگر ابوبکر صدیقؓ خلیفۂ رسول اللہ کو شناخت نہیں کر سکتے اور انہوں نے اسلام کے معاندوں کی روایات چن کر یا صحیح واقعات سے غلط نتائج اخذ کر کے یا اُسے اصل ماحول سے جُدا کر کے ایک ایسی تاریخ بنا ڈالی ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس اور خلافتِ راشدہ پر سخت حرف آتا ہے۔

اللہ کے پیاروں کو تم کیسے بُرا سمجھے
خاک ایسی سمجھ پر ہے سمجھے بھی تو کیا سمجھے

اِسلامی دُنیا مُستشرقین کے طُوفان کی زَد میں

افسوس صد افسوس مستشرقین کے اس حملہ نے جو اٹھارھویں صدی کے قریب شروع ہوُا اُن لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو جو زمانۂ نبوی سے ہزار سالہ بُعد کے باعث اسلام اور خلافت کی حقیقت سے بالکل بے خبر اور محض ناآشنا ہو چکے تھے اسلام ہی سے باغی کر دیا اور جو خوش نصیب ان کا شکار ہونے سے بچ رہے انہوں نے بھی ہر چیز غیر مسلم مُورّخین کی عینک سے ہی دیکھی۔ جو کچھ انہوں نے بنایا قبول کر لیا خصوصاً جن مسلمان مفکّروں اور ادیبوں کی پُوری عمر مغربی لٹریچر کے مطالعہ میں گزری مغربی خیال ایک حد تک ان کی طبیعتِ ثانیہ بن گیا اور وہ دانِستہ یا نادانِستہ اسی نقطۂ نگاہ سے حقائِق اسلام کا مطالعہ کرنے لگے (مکاتیبِ اقبال حِصّہ اوّل ص۴۷ مرتّبہ شیخ عطاء اللہ ایم۔ اے) جن لوگوں کو براہِ راست عربی تاریخیں پڑھنے کا موقعہ ملا انہوں نے بھی یورپ کے مستشرقین کی زبردست تنقید (HIGHER CRITICISM) سے ڈر کر ان بے سرو پا اور جعلی روایات کو جن پر انہوں نے اپنی تحقیق کی بُنیاد رکھی تھی صحیح اور مقدّم سمجھ لیا۔

اِس المناک حقیقت کی وضاحت کے لئے صرف چند افکار و آراء کی طرف اشارہ کرنا کافی ہوگا۔ جدید دُنیائے عرب کے ایک مشہور مورّخ اور ممتاز سیرت نِگار عُمر ابو النصر نے گستاؤلی بان کے پیش کردہ نظریہ کی تائید میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صِدّیق رضؓ نے اپنی دُور اندیشی اور دُور بینی سے معلوم کر لیا

کہ مُلکِ عرب کی مضبوطی اور نظامِ خلافت کی استواری اور اِسلام کی شان و شوکت کے لئے قبائلِ عرب کا ایران و روم سے برسرِ پیکار ہو جانا ضروری ہے۔
(اُردو ترجمہ حضرت ابوبکر صدّیق ص۸۷ تالیف عمر ابو النصر)

مِصر کے مشہور فاضل اور بالغ نظر عالم ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن نے اپنی کتاب "النّظم الاسلامی" میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جانشینی کا سوال ایک سیاسی ہنگامہ کی شکل میں اُٹھا جس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرتؐ نے اپنی زندگی میں اس کا فیصلہ اِس لئے نہیں کیا تھا کہ آپؐ عربوں کے نظامِ جمہوری کو بہت پسند کرتے تھے۔ صحابہؓ اس سے واقف تھے اِس لئے آپؐ کو اعتماد تھا کہ مسلمان جمہوری طریقۂ انتخاب سے ایک شخص کو حاکم بنالیں گے مگر صحابہؓ میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنی غیر معمولی فراست سے یہ ہنگامہ فرو کیا۔

سیّد ابوالاعلیٰ صاحب مودودی پاکستان کے ایک مشہور انشاء پرداز، مصنّف اور ادیب ہیں جو ایک سیاسی جماعت کے بانی ہیں اور جنہوں نے "تحریکِ خلافت" کے دَور میں "گاندھی جی کی سیرت" بھی لکھی ہے (کتاب مولانا مودودی ص۴۳ ناشر مکتبہ الحبیب اچھرہ ۱۹۵۵ء) آپ نے اس فرانسیسی مستشرق کے نقطۂ نگاہ کو باقاعدہ اِسلامی دینیات کا رنگ دے دیا ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں :-

"عرب جہاں مسلم پارٹی پیدا ہوئی تھی سب سے پہلے اُسی کو اسلامی حکومت کے زیرِ نگیں کیا گیا۔ اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم

نے اطراف کے ممالک کو اپنے اصول و مسلک کی طرف دعوت دی
مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ یہ دعوت قبول کی جاتی ہے یا نہیں
بلکہ قوّت حاصل کرتے ہی رومی سلطنت سے تصادم شروع
کر دیا۔ آں حضرتؐ کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ پارٹی کے
لیڈر ہوئے تو انہوں نے روم اور ایران دونوں کی
غیر اسلامی حکومت پر حملہ کیا اور پھر حضرت عمرؓ نے اِس حملہ کو
کامیابی کے آخری مراحل تک پہنچا دیا۔"

(تفہیمات زیرِ عنوان "جہاد فی سبیل اللہ" مولفہ مولانا سیّد
ابوالاعلیٰ صاحب مودودی طبع چہارم ۱۹۴۷ء ناشر مکتبہ
جماعتِ اسلامی پٹھانکوٹ)

سر ڈاکٹر علّامہ محمد اقبال برِّصغیر کے شہرہ آفاق فلسفی شاعر تھے جنہیں آپکے
عقیدت مند "کلیمِ ایشیا"، "رسول چمن" اور "پیغمبر گلشن" وغیرہ بہت سے القاب
سے یاد کرتے ہیں۔ سر اقبال کے نزدیک فتح ایران تاریخِ اسلام کا اہم ترین واقعہ
تھا اور اس کی اہمیّت آپ کے بقول یہ تھی کہ :۔

(اس نے) "عربوں کو ایک حسین ملک کے علاوہ ایک قدیم تہذیب
بھی عطا کی بلکہ یُوں کہنا چاہیئے کہ وہ ایک ایسی قوم سے رُوشناس
ہوئے جو سامی اور آریائی عناصر کے امتزاج سے ایک نئی تہذیب کو
جنم دے سکتی تھی۔ ہماری مسلم تہذیب سامی اور آریائی تصوّرات کی
پیوند کاری کا حاصل ہے۔ گویا یہ ایسی اولاد ہے جسے آریائی ماں

کی نرمی ولطافت اور سامی باپ کے کردار کی پختگی وصلابت
ورثہ میں ملی ہے۔ فتح ایران کے بغیر اسلامی تہذیب یک رخی
رہ جاتی۔" (شذرات فکرِ اقبال صفحہ ۱۰۱ مرتبہ ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال
مجلس ترقی ادب لاہور۔ دسمبر ۱۹۷۳ء)

علامہ اسلم جیراجپوری کو بعض حلقے قرآنی فکر اور قرآنی بصیرت کا مجتہد
کہتے ہیں - علامہ موصوف حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے خلفاءِ راشدین
کا مقام صرف یہ سمجھتے تھے کہ اُن میں اور دوسرے مسلمانوں میں بجز عہدۂ خلافت
کے اَور کوئی امتیاز نہ تھا اور نہ ان کو اِس قسم کی دینی ریاست حاصل تھی کہ
جو چاہیں حکم دے دیں وہی مذہبی مسئلہ ہو جائے۔
("نوادرات" صفحہ ۱۶۸ - ادارہ طلوعِ اسلام کراچی ۱۹۵۱ء)

سر سیّد احمد خاں کا شمار پچھلی صدی میں صفِ اوّل کے حقیقت شناس
زیرک اور صاحبِ فراست مسلمان مدبّروں اور دانشوروں میں ہوتا ہے۔ آپ نے
نومبر ۱۸۷۸ء میں مستشرقینِ یورپ کی تنقید کے سامنے سپر انداز ہو کر یہ افسوسناک
نظریہ قائم کر لیا تھا کہ

"استحقاقِ خلافت آنحضرت صلعم کا من حیث النبوّۃ کسی
کو بھی نہ تھا اِس لئے کہ خلافت فی النبوّۃ تو محالات سے ہے۔ باقی
رہ گئی خلافت فی اِلقائے اصلاحِ اُمّت و اصلاحِ تمدّن اس کا
ہر کسی کو استحقاق تھا۔ جس کی چل گئی وہی خلیفہ ہو گیا۔"
(مقالاتِ سر سیّد جلد ۷ صفحہ ۳۰۱ ناشر مجلس ترقی ادب لاہور)

مولانا الطاف حسین خاں حالؔی نے "حیاتِ جاوید" میں لکھا ہے کہ سر سیّد کسی خلافت کے ماننے یا نہ ماننے کو ضروریاتِ دین میں سے نہیں سمجھتے تھے بلکہ خلافت کو محض دنیوی سلطنت کی ایک صورت جانتے تھے۔ (ص۳۶۳)

ایک بار کسی شخص نے ان سے سوال کیا کہ اگر آپ آنحضرتؐ کے وصالِ مبارک کے وقت ہوتے تو آپ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے لئے کوشش کرتے یا کسی اور کے لئے۔ سر سیّد احمد خاں نے نہایت بے اعتنائی سے جواب دیا کہ حضرت مجھے کیا غرض تھی کہ کسی کے لئے کوشش کرتا مجھے تو جہاں تک ہو سکتا اپنی ہی خلافت کا ڈول ڈالتا اور سو فیصدی کامیاب ہوتا۔ (ص۳۶۳)

ع قیاس کُن زِ گلستانِ من بہار مرا

سر سیّد مرحوم اپنی "تحقیق" کا خلاصہ اِن الفاظ میں لکھتے ہیں:۔

"حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا زمانۂ خلافت تو شمار کرنا نہیں چاہیئے کیونکہ وہ زمانہ بھی حضرتِ عمرؓ کی خلافت کا تھا اور وہی بالکل دخیل و منتظم تھے"۔ (ایضاً ص۳۰۳)

(افسوس عہدِ حاضر میں سر سیّد کے ایک ہم خیال اور مقلّد نے اِس ضمن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف ایک روایت بھی منسوب کر ڈالی ہے جو سراسر جعلی اور وضعی ہے اور وہ یہ کہ آپ نے فرمایا "خلیفہ تو عمرؓ ہیں لیکن انہوں نے قبولِ خلافت سے انکار کر دیا تھا۔ اِس لئے یہ بار میرے کندھوں پر رکھا گیا"۔ — شاہکارِ رسالت ص۵ از جناب غلام احمد صاحب پرویز)

یہی نہیں سر سیّد جیسے صُلحِ کل اور مرنجانِ مرنج شخص کے قلم سے یہ خلافِ

واقعہ اور سخت بے ادبی کا دلشکن جُملہ بھی نکل گیا کہ
"حضرت ابوبکرؓ تو صرف برائے نام بزرگ آدمی تھے"۔
(مقدّمہ مقالاتِ سرسید حصّہ اوّل ص۲۶ ناشر مجلسِ
ترقیِ ادب لاہور)

دِل کے پھپھولے جَل اُٹھے سینہ کے داغ سے
اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جب بیگانوں کے تعصّب اور اپنوں کی قرآنی تاریخ سے بے خبری اس حد تک پہنچ گئی تو عہدِ صدّیقی تو کیا علم و معرفت کا پُورا اِسلامی خزانہ غلافوں میں بند ہوکر دبیز پردوں میں چُھپ گیا۔ جناب سیّد ابوالاعلیٰ صاحب مودودی" بانیِ جماعتِ اِسلامی" نے اس زمانہ کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"عِلم و عمل کی دُنیا میں ایسا عظیم تغیّر واقع ہوچکا تھا جسکو خدا کی نظر تو دیکھ سکتی تھی مگر کسی غیر نبی انسان کی نظر میں یہ طاقت نہ تھی کہ قرنوں اور صدیوں کے پردے اُٹھا کر ان تک پہنچ سکتی"۔ (تنقیحات ص۲۸ طبع ہفتم ناشر مرکزی مکتبہ جماعتِ اسلامی)

قرآن مجید میں اِس دردناک صُورتِ حال کی خبر اور علاج

معزز سامعین! یہ صورتِ حال دراصل اپنی ذات میں اِسلام کی صداقت کا ثبوت تھی اِس لئے کہ قرآن مجید میں پہلے سے اِس دردناک کیفیّت اور اسکے

علاج کی پیشگوئی موجود تھی۔ چنانچہ اللہ جلّ شانہ نے فرمایا:۔

"مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ"

(اٰلِ عمران : ۱۸۰)

یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان کی حالت پر نہیں چھوڑ دے گا جب تک نا پاک کو پاک سے علیحدہ نہ کر دے مگر اللہ تعالیٰ اس غرض سے تم میں سے ہر ایک کو غیب پر آگاہ نہیں کرے گا بلکہ اپنے فرستادوں اور برگزیدوں میں سے جس کو وہ خود چاہیگا چُن لے گا۔

قرآنی محاورہ کے مطابق اِسلام اور قرآن کی صحیح تفسیر طیّب اور اس کی غلط تفسیر خبیث کہلاتی ہے۔ اِس آیت میں اُس کیفیّت کا پورا خاکہ کھینچا گیا ہے جس سے دُنیائے اسلام اِس آخری زمانہ میں دوچار ہونے والی تھی نیز بتایا گیا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ قرآنی تاریخ، قرآنی فلسفہ، قرآنی عِلمِ کلام، قرآنی اقتصادیات، قرآنی عمرانیات اور دوسرے علومِ قرآنی غیر قرآنی علوم کے ساتھ ایسے گڈ مڈ ہو جائیں گے کہ ان کو ممتاز کرنا بظاہر ناممکن ہو گا مگر یہ علوم ہمیشہ پردۂ اخفاء میں نہ رہیں گے اور بالآخر وہ وقت آن پہنچے گا جب اللہ تعالیٰ حقیقی علومِ قرآن کو اپنے ایک فرستادہ پر بذریعہ الہام و وحی کھول دے گا اور پھر سے قرآنی انوار بالکل روشن اور نمایاں ہو جائیں گے۔

احادیث اور بزرگانِ سلف کی تصریحات

ہمارے آقا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسی فرستادہ کو مہدی و مسیح اور نبی اللہ کا نام دیا اور خبر دی کہ وہ حَکم عدل ہوگا اور اس پر وحی نازل ہوگی (مسلم باب ذکر الدجّال) مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی خبر کے مطابق اکابرینِ اُمّت مثلاً حضرت علّامہ شہاب الدین ابنِ حجر ہیثمیؒ، حضرت امام عبدالوہابؒ شعرانیؒ، حضرت محی الدین ابن عربیؒ، حضرت امام ابوجعفر محمد باقر، حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہما السلام نے صاف لکھا ہے کہ مہدی موعود پر شریعتِ محمدیہ کا الہام ہوگا اور وہ وحیِ الٰہی سے فیصلہ کرے گا۔

(رُوح المعانی جلد ۷ صفحہ ۶۵، کشف الغمّہ عن جمیع الامّہ جزء اوّل صفحہ ۱ مصری ۱۳۵۴ھ، اسعاف الراغبین مولفہ علّامہ محمد الصبان برحاشیہ نور الابصار فی مناقب اہل بیت للشیخ الشبلنجی صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ مصر ۱۳۴۵ھ و کتاب المہدی صفحہ ۲۳۷ تالیف السیّد صدر الدین صدر مطبوعہ تہران، بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۲-۲۰۰، بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۸)

اور خلیفۂ راشد عارف یزدانی حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا:-

"یَظْھَرُ صَاحِبُ الرَّاْیَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ وَالدَّوْلَۃِ الْاَحْمَدِیَّۃِ الْقَائِمُ"

لِوائے محمدیت کا علمبردار اور سلطنتِ احمدیت کا تاجدار مہدی موعود (امام قائم) ظاہر ہوگا۔

(ینابیع المودّۃ صفحہ ۵۸۸ تالیف السید السند سلیمان الحسینی البلخی طبع ثانی مکتبۃ العرفان بیروت)

مہدی موعودؑ پر قرآنی تاریخ کی تجلّیٔ عظیم

چنانچہ وہ سچے وعدوں والا خدا جس نے اپنے پاک کلام میں اپنے ایک برگزیدہ کے ذریعہ صحیح قرآنی علوم کے بےنقاب کرنے کا وعدہ فرمایا تھا ہمارے زمانہ میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام پر ظاہر ہُوا اور اس نے رُوئے زمین کے سب مسلمانوں کو دینِ واحد پر جمع کرنے کے لئے صحیح قرآنی تاریخ کی تجلّیٔ عظیم فرمائی۔

چنانچہ حضرت مہدی موعودؑ نے اعلان فرمایا :۔

"خدا کا ارادہ ہے کہ صحیح معنے قرآن کے ظاہر کرے۔ خدا نے مجھے اِسی لئے مامور کیا ہے اور مَیں اس کے الہام اور وحی سے قرآنِ شریف کو سمجھتا ہوں۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعودِ جلد ۶ صفحہ ۱۶۷)

محبّتِ اہلبیت۔ اِفاضۂ انوارِ الٰہی کا سرچشمہ

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرزندِ جلیل سیّدنا المہدی الموعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے اہلبیتِ نبویؐ یعنی پنجتن پاک کے مقام بلند کی نسبت بذریعہ الہام آسمانی بادشاہت کا یہ راز کھولا کہ :۔

"اِفاضۂ انوارِ الٰہی میں محبّتِ اہلِ بیت کو نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرتِ احدیت کے مقرّبین میں داخل

ہوتا ہے وہ اِنہیں طیّبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام عُلوم و معارف میں ان کا وارِث ٹھہرتا ہے۔"

(براہینِ احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۵۰۳ حاشیہ در حاشیہ ۳)

اِسی لئے فرماتے ہیں ؎

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

شانِ سیّد الشُّہداء حسین علیہ السّلام

بالخصوص حضرت سیّد الشہداء امام حسین علیہ السّلام کی شانِ بلند کی نسبت آپؑ پر ظاہر کیا گیا کہ :-

"حُسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہّر تھا اور بلاشُبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خُدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبّت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشُبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرّہ کینہ رکھنا اس سے مُوجب سلبِ اِیمان ہے اور اس اِمام کی تقویٰ اور محبّتِ الٰہی اور صَبر اور استقامت اور زُہد اور عبادت ہمارے لئے اُسوۂ حَسنہ ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام جلد ۳ صفحہ ۵۴۵)

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی شانِ ارفع و اعلیٰ

دوسری طرف حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو جنابِ الٰہی کی طرف سے شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی شانِ ارفع و اعلیٰ ایسی شرح وبسط سے بتائی گئی کہ ایک دفعہ آپ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محامد وکمالات اور جنابِ شیخین علیہما السلام کے فضائل پر چھ گھنٹے تقریر فرمائی جس میں آپ نے یہاں تک فرمایا:۔

"میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ مَیں ان لوگوں کا مدّاح اور خاکِ پا ہوں۔ جو جزئی فضیلت خدا تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص نہیں پا سکتا۔ کب دوبارہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دُنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقعہ ملے جو جنابِ شیخین علیہما السّلام کو ملا"

(ملفوظات جلد ۱ صـ۳۲۶)

خلافتِ صدّیقی کی نسبت الہامی انکشاف

حضرت ابوبکر صدیق کی خلافتِ عظمیٰ کی نسبت آپ کو خدا کی طرف سے بتایا گیا کہ:۔

"اِنَّ الصِّدِّیْقَ اَعْظَمُ شَانًا وَّ اَرْفَعُ مَکَانًا مِّنْ جَمِیْعِ الصَّحَابَۃِ وَھُوَ الْخَلِیْفَۃُ الْاَوَّلُ بِغَیْرِ الْاِسْتِرَابَۃِ

وَفِيهِ نَزَلَتْ اٰيَاتُ الْخِلَافَةِ" (سر الخلافہ ص۱۸)

حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی عُلوِّ شان اور بلند مقام میں تمام صحابہؓ سے بڑھ کر تھے۔ وہ لاریب آنحضرتؐ کے پہلے خلیفہ تھے اور آپ کے بارہ میں ہی خلافت کی آیات نازل ہوئیں۔

آیتِ استخلاف خلافتِ صدّیقی پر بُرہانِ ناطق

اِس الہامی انکشاف کی روشنی میں جب آپ نے قرآن مجید کا بغور مطالعہ فرمایا تو آپ اس قطعی نتیجہ پر پہنچے کہ آیتِ استخلاف خلافتِ صدّیقی کی عظمت پر بُرہانِ ناطق ہے۔ آپ کا حلفیہ بیان ہے کہ:۔

خدا کی قسم مَیں نے قرآن کریم کو بارہا تدبّر و فکر سے دیکھا۔ فرقانِ حمید کی آیات کا بنظرِ غور مطالعہ کیا اور امرِ خلافت کے لئے تحقیق کے تمام ذرائع اور وسائل اختیار کئے اور تحقیق و تدقیق میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ مَیں نے ہر طرف نظر دوڑائی اور ہر جانب تلاش و جستجو کے تیر چلائے لیکن اس میدان میں آیتِ استخلاف سے بڑھ کر کوئی سیفِ قاطع مجھے نظر نہیں آئی۔ اس سے مجھے معلوم ہوُا کہ خلافتِ (صدّیق) کے ثبوت میں یہ ایک عظیم الشّان آیت اور ایک ناطق دلیل ہے اور ہر طالبِ حق و انصاف کے لئے یہ ربِّ کائنات کی طرف سے نصِّ صریح ہے۔

(ترجمہ از سرّ الخلافہ ص۱۳)

اِس دلیلِ ناطق کی تشریح و توضیح حضرت مہدی موعودؑ نے ایسے دلکش اور حسین پیرایہ میں فرمائی ہے کہ رُوح وجد میں آجاتی ہے۔ آپؑ سرّ الخلافہ میں فرماتے ہیں (اصل عبارت نہایت اعلیٰ پایہ کی بے نظیر فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے مَیں اس کتاب کے نو۹ حوالوں کا اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ترجمہ سُناتا ہوں):-

پہلا حوالہ

غور کرو کہ حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ مقرر ہونے پر مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ اِسلام اُس وقت آفات و مصائب کی بھٹی میں پڑا ہوُا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حالات بدلے اور اسلام کو قعرِ عمیق سے نکالا اور جھوٹے مدعیانِ نبوّت بُری طرح مارے گئے اور مرتد لقمۂ اجل ہوگئے۔ اور اللہ تعالیٰ مومنوں کو اس خوف سے امن میں لے آیا جس کے باعث وہ مُردوں کی طرح (بے جان) ہو رہے تھے۔ مومن اس تکلیف کے دُور ہونے کے بعد خوشی و مسرّت سے بھر گئے۔ وہ حضرت صِدّیقؓ کو مبارکباد دیتے اور آپ کو تحسین و آفرین کہتے اور آپ کی تعریف کے گُن گاتے اور خُدا کے حضور آپ کے لئے دُعائے خیر کرتے۔ وہ آپ کی پُوری تعظیم بجا لاتے حضرت ابوبکر صِدّیقؓ کی محبّت اُن کے نہاں خانۂ دل میں داخل

ہوگئی اور وہ جذباتِ تشکّر سے تمام اُمور میں آپ کی پیروی کرتے۔ انہوں نے اپنے خیالات وجذبات کو خوب صاف کیا اور اپنے کشتِ ایمان کو خوب سیراب کیا اور محبّت و اُلفت میں ترقی کرتے گئے۔ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی مقدور بھر اطاعت کی کیونکہ وہ آپکو ایک مُبارک اور نبیوں کی طرح تائید یافتہ وجود خیال کرتے تھے۔ (ترجمہ سِرّ الخلافہ صؔ ۱۶)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ کُتبِ احادیث و تواریخ سے ثابت ہے کہ صحابہؓ کی گردنیں حضرت ابوبکرؓ صدّیقؓ کے سامنے ہمیشہ نیچی رہتیں اور وہ آپ کی ویسے ہی والہانہ اطاعت کرتے جس طرح محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیا کرتے تھے۔

(ابو داوٗد کتابَ الحدُود باب الحکم فیمن سبّ النبی بحوالہ اُسوۂِ صحابہ دوم صؔ ۳۶ ازمولانا عبدالسّلام ندوی)

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"اَبُوْبَکْرٍ اَطْیَبُ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ وَ اَنَا اَضَلُّ مِنْ بَعِيْرِ اَھْلِیْ"۔ (کنز العمال جلد ۶ صؔ ۳۱۴)

حضرت ابوبکرؓ مُشک سے بھی زیادہ خوشبودار اور مَیں اپنے گھر کے اُونٹ سے بھی زیادہ حقیر ہوں۔

حضرت ابورجاء العطاردیؓ فرماتے ہیں کہ مَیں مدینہ آیا تو حضرت

ابوبکر صدیق رضؓ کے اِرد گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ میں نے دیکھا ایک شخص آپ کا سَر چُوم رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ ہم آپ پر فدا ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوُا کہ یہ بزرگ حضرت عُمرؓ ہیں۔ یہ اُس ابتدائی زمانہ کا واقعہ ہے جبکہ مخالفینِ زکوٰۃ کے خلاف مسلمان نبرد آزما تھے۔ (کنز العمّال جِلد ۶ صفحہ ۳۱۴)

خاندانِ نُبوّت کی عقیدت خلفاءِ ثلاثہ کا اندازہ اِس سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت علیؓ کے ایک صاحبزادے کی کنیت ابوبکر ایک کا نام عُمر اور ایک کا نام عثمان تھا۔ موخرُ الذکر صاحبزادے نے میدانِ کربلا میں شہادت پائی۔ (بحار الانوار جلد ۹ صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ ایران)

کٹا کر گردنیں بتلا گئے یہ کربلا والے
کبھی بندوں کے آگے جُھک نہیں سکتے خدا والے

خاتونِ جنّت سیّدۃُ النساء جگر گوشۂ رسُولؐ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کا انتقال ہوُا تو خلیفۂ رسُولؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ جنازہ پڑھائیے مگر حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم آپ ہی جنازہ پڑھائیں گے۔ تب حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے اور جنازہ پڑھایا۔

(مشجر الاولیاء صفحہ ۲۳۴)

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے ایک بار واضح لفظوں میں فرمایا:-

" اِنّی لاستحی من ربّی ان اُخالِفَ اَبَا بکرٍ"

(کنز العمّال جلد ۶ صفحہ ۳۱۴)

مَیں اپنے رب سے شرماتا ہوں کہ ابوبکرؓ کی خلاف ورزی کروں

"وَهَلْ اَنَا اِلَّا حَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ"

(ایضاً)

مَیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نیک یادگاروں میں سے فقط ایک یادگار ہوں۔

دوسرا حوالہ

بخدا آپ اسلام کے آدمِ ثانی اور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کے مَظہرِ اوّل تھے۔ آپ نبی تو نہ تھے لیکن آپ میں رسُولوں کی سی قوّتیں ودلیعت کی گئی تھیں۔ آپ کے صدق و صفا کا ہی نتیجہ تھا کہ چمنِ اسلام کی بہار و رَونق واپس آگئی اور آفات و مصائب کی آندھیوں کے بعد اسکی زینت لَوٹ آئی اور گلشنِ اسلام میں طرح طرح کے پھُول کھلنے لگے اور مُرجھائی ہوئی شاخیں از سرِ نَو سرسبز و شاداب ہوگئیں۔ (ترجمہ سِرّ الخلافہ صفحہ ۱۶)

تیسرا حوالہ

آپ نے اِسلام کو ایک ایسی دیوار کی طرح پایا جو شریروں کی شرّ انگیزی سے گرا ہی چاہتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے آپکے ہاتھ سے

اس دیوار کو ایک ایسا مضبوط قلعہ بنا دیا جس کی دیواریں لوہے کی طرح مضبوط ہوں اور اس میں ایک فرمانبردار اور مطیع لشکرِ جرّار ہو۔ (ترجمہ سِرّ الخلافہ ص۱۷)

چوتھا حوالہ

حضرت ابوبکرؓ کی اور بھی خوبیاں اور متعدد برکات ہیں جن کو شمار کرنا مشکل ہے مسلمانوں کے سر آپ کے بارِ احسانات سے جھکے ہوئے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایمانداروں کے واسطے امن کا موجب بنایا اور کفر و ارتداد کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کا ذریعہ بنایا اسی طرح آپ کو قرآن کریم کا حامیٔ اوّل اور خادمِ اوّل بھی بنایا اور آپ نے اللہ کی کتابِ مُبین کی اشاعت کی توفیق پائی۔ آپ نے قرآنِ پاک کو جمع کرنے اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب کے مطابق اُسے مرتّب کرنے میں اپنی تمام تر کوشش صرف کر دی[1]۔ دین کی غمخواری اور غمگساری میں آپ کی اشکبار آنکھیں اُبلتے چشمہ کا نظارہ پیش کرتیں۔

(ترجمہ سِرّ الخلافہ ص۱۸)

---

[1] تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں :-

" اِنَّ اَکْرَمَ الْخَلْقِ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلَی اللّٰہِ بَعْدَ نَبِیِّھَا وَ اَرْفَعَھُمْ دَرَجَۃً اَبُوْبَکْرٍ لِجَمْعِہِ الْقُرْاٰنِ "

(کنزالعمّال جلد ۶ صؔ ۳۱۹ مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۱۳ھ)

اس اُمّت (محمدیہ) میں اُس کے نبی کے بعد تمام مخلوق میں معزّز اور درجہ میں بلند حضرت ابوبکر صِدّیق رضؓ ہیں کیونکہ آپ ہی نے جمع قرآن کا کارنامہ انجام دیا ہے۔

حضرت علّامہ نووی نے لکھا ہے :-

"کان احدُ الصحابۃ الّذین حفظوا القراٰن کلّہ"

(حُلی الایام فی خلفاء الاسلام" ازعطا حسنی بک جلد ۱ صؔ ۱۴۲)

آپ کا شمار اُن جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے جنہیں پُورا قرآن حفظ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

پانچواں حوالہ

صِدّیق اور فاروق خدا کے عالی مرتبہ، امیرِ قافلہ ہیں۔ وہ سربفلک پہاڑ ہیں۔ انہوں نے شہریوں اور بیابان نشینوں کو حق کی طرف بُلایا یہاں تک کہ ان کی دعوت اقصائے بلاد تک پہنچی۔ ان کی

خلافت، اسلام کے پھلوں سے لدی ہوئی اور کامرانی و کامیابی سے معطر اور ممسوح تھی۔ (ترجمہ سرّ الخلافہ ص۲۴، ص۲۵)

(اِن کارناموں کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتب صحاح ستہ، کنز العمال، ابنِ خلدون، طبقات ابن سعد، تاریخ الخمیس، طبری، ازالہ الخلفاء، تاریخ الخلفاء، محاضرات للخضری)

اسی مضمون کو آپؑ نے ایک عربی قصیدہ میں یوں باندھا ہے ؎

لہٗ باقیاتٌ صالحاتٌ کشارق
لہٗ عینُ ایاتٍ لِھٰذا التطھّر
وخدماتہٗ مثلُ البُدُورِ مُنیرۃٌ
وثمَراتہٗ مِثلَ الجنا المستکثَر

(سرّ الخلافہ ص۵۸، ص۵۹)

آپ کے باقیاتِ صالحات سُورج کی طرح ہیں اور آپ کے تقدُّس کے لئے نشانات کے چشمے جاری ہیں۔ آپ کی خدمات چودھویں کے چاندوں کی طرح روشن ہیں اور اس کے ثمرات چُننے ہوئے میوہ کی طرح بکثرت ہیں۔

چھٹا حوالہ

حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کے فقر و زُہد اور درویشانہ زندگی کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں :۔

اپنے وطنوں، عزیزوں اور اپنے مال ومتاع کو اللہ اور اس کے رسُول کے لئے چھوڑا۔ کُفّار کے ہاتھوں ہر طرح کی ایذا سہی۔ شریروں کی شرارت سے گھروں سے بے گھر ہوئے لیکن پھر بھی انہوں نے اخیار و ابرار بن کر صبر کیا۔ دولت و ثروت بے حد آئی لیکن انہوں نے اپنے گھروں کو سونے چاندی سے نہیں بھرا نہ اپنی اولاد ہی کے لئے سونے یا چاندی کا ورثہ چھوڑا بلکہ جو کچھ ملا اُسے بیت المال میں دے دیا۔ (ترجمہ سرّ الخلافہ صہ ۱۲)

مَیں خدا کے فضل و کرم سے حضرت مہدی موعود علیہ السّلام کے اِس ارشاد کے ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک نقطہ پر تاریخِ اِسلام کی بے شمار شہادتیں پیش کرسکتا ہوں مگر افسوس وقت اس کی اجازت نہیں دیتا اِس لئے بطور نمونہ صرف دو ایک واقعات پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رح نے بحوالہ ابنِ سعدؓ لکھا ہے کہ بیعتِ خلافت کے دوسرے دن حضرت ابوبکر صِدّیق رض کچھ چادریں لئے بازار میں جا رہے تھے۔ حضرت عُمر رض نے عرض کیا کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا بیچنے کے لئے۔ حضرت عُمر رض نے کہا اب آپ مسلمانوں کے خلیفہ اور امیر المومنین ہیں یہ نہ کریں۔ حضرت ابوبکر صِدّیق رض نے نہایت رِقّت بھرے دِل سے فرمایا پھر میرے اہل وعیال کی گزر اوقات کیسے ہوگی؟ حضرت عُمر رض امیر المومنین رض کی زبان سے یہ دردناک جواب سُنتے ہی حضرت ابوعبیدہ رض کے پاس پہنچے

اور ان کو تحریک کی کہ خلیفۃُ الرّسُولؐ کے لئے ایک مہاجر کی حیثیت سے خوراک اور لباس کا انتظام کر دیں اور جب کپڑے پُرانے ہو جائیں تو واپس لے کر ان کے بدلہ میں نئے دے دیں۔ چنانچہ ایساہی کیا گیا (سیرتِ حَلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۸۸)۔

حضرت ابوبکرؓ نے وفات سے قبل حضرت عائشہؓ سے فرمایا بیٹی مَیں نے خلافت کے زمانہ میں بیت المال کا کوئی روپیہ پیسہ نہیں لیا۔ سادہ کھانا کھایا اور معمولی لباس پہنا۔ مسلمانوں کی ملکیّت میں سے میرے پاس صرف ایک حبشی غلام پانی لانے والا اُونٹ، دُودھ دینے والی اُونٹنی، کھانے کا بڑا پیالہ اور یہ دھاری دار چادر رہے جسے ہم سب اوڑھتے ہیں۔ ان سب سے ہم نے دَورِ خلافت میں استفادہ کیا ہے جبکہ ہم مسلمانوں کے کام انجام دے رہے تھے۔ اب میرے انتقال کے بعد یہ سب چیزیں حضرت عُمرؓ کو دے دینا۔ چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد حضرتِ عائشہؓ نے یہ سب چیزیں حضرتِ عُمرؓ کو بھجوا دیں۔ حضرت عُمرؓ زار و قطار رونے لگے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم و کرم کی بارشیں نازل کرے۔ آپ نے مجھ پر ایک اَور بوجھ لاد دیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء للسّیوطی صفحہ ۹۵ مترجم)

سَاتواں حوالہ

حضرت مہدیؑ موعودؑ فرماتے ہیں :-

انہوں نے دُنیا پرستوں کی طرح گمراہی کا راستہ اختیار کرتے

ہوئے اپنے بیٹوں کو جانشین مقرر نہ کیا اور نہ امراء و رؤساء کی طرح ناز ونعمت کی طرف مائل ہوئے بلکہ اس دُنیا میں فقر و زہد کا جامہ اوڑھ کر زندگی بسر کی۔۔۔۔ بخدا یہ لوگ مجسّم انصاف اور عدل تھے۔ خدا کی قسم اگر انہیں ناجائز مال کی بھری ہوئی وادی بھی مِل جاتی تو وہ اس پر بالکل نہ تھوکتے اور اگر انہیں سونے کے پہاڑ دے دئیے جاتے یا ان کے لئے ساتوں زمینیں سونے کی بنا دی جاتیں تو وہ کبھی بندۂ حرص وہوا بن کر ان کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھتے۔ جو بھی پاک و حلال مال انہیں ملا وہ انہوں نے خُدا کی راہ میں اور دین کے کاموں میں خرچ کر دیا پھر ہم کیونکر خیال کر سکتے ہیں کہ چند درختوں کی خاطر وہ (جگر گوشۂ رسُول خاتونِ جنّت) حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے حقوق کو غصب کرنے والے بن گئے۔ (ترجمہ سرّ الخلافہ ص۱۲، ص۱۳)

اِس سلسلہ میں شرح نہج البلاغہ (خطبات حضرت علی) لابن الحدید جلد ۱ ص۲۹۲ میں حضرت ابوبکر صدّیق رض کا خلافت کے ابتدائی ایام کا یہ حقیقت افروز بیان موجود ہے کہ

"فَوَاللّٰہِ لَقَرَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اصلھا من قرابتی وَانی وَاللّٰہِ مَا الوکُمْ من ھٰذِہِ الْاَمْوَالِ الَّتِیْ کَانَتْ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ اِلَّا الخیر ولٰکِنّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یقول لا نورث ما ترکناہ صدقۃٌ وانّما یاکُلُ اٰل مُحَمَّدٍ مِنْ ھٰذا المال وانّی وَاللّٰہِ

لَا اترك اَمْرًا صَنَعَهٗ رسُولُ اللّٰہِ الا صَنَعْتُہٗ "

بخاری شریف کتاب بدء الخلق)

اللہ کی قسم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے اپنی قرابت کے مقابل بہت زیادہ محبوب ہے۔ بخدا میں اِن اموال میں جو میرے اور آپ کے زیرِ نظر ہیں اپنی طرف سے خیر و برکت کا ثبوت دینے میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مُبارک سے سُنا حضور فرماتے تھے ہم وارث نہیں کئے جائیں گے ہمارا سب ترکہ صدقہ ہوگا ہاں آلِ محمدؐ کے خورونوش کا انتظام اسی مال سے ہوگا۔ خدا کی قسم مَیں وہ امر ہرگز نہیں چھوڑوں گا جسے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اختیار فرمایا۔ چونکہ یہ مُبارک فیصلہ سُنّتِ نبوی کے عین مطابق اور دربارِ رسُول سے صادر شُدہ تھا اسلئے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ نے اس پر اظہارِ خوشنودی کیا۔

فرضیت عنه ۔

(شرح نہج البلاغہ لابنِ الحدید جلد ۱ صفحہ ۷۶ مطبوعہ ایران)

ازاں بعد دوسرے خلفاء حتّٰی کہ رابعُ الخلفاء حضرت علی المرتضیٰ رضؓ نے بھی اپنے مقدّس عہدِ خلافت میں ہمیشہ اسی کے مطابق عمل در آمد کیا چنانچہ حضرت علّامہ محمد باقر مجلسیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ :-

"عن ابراھیم الکرخی قال سألت ابا عبدِ اللہ

علیہ السّلام لای علۃٍ ترك امیر المؤمنین علیہ السّلام فدکًا لما ولی النّاسَ فقال للاقتداء برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ۔"

اسی ضمن میں حضرت علّامہ باقر مجلسیؒ نے (بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۱۳۴ میں) حضرت ابو جعفر محمد بن علیؒ کا یہ فیصلہ کُن بیان بھی درج فرمایا ہے کہ

" سَلَكَ فِيهِمْ طَرِيقَ اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ "

امیر المومنین حضرت علی نے اہلبیت کے معاملہ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرتِ عُمرؓ ہی کے مسلک کو جاری رکھا)

آٹھواں حوالہ

حضرت مہدی موعود فرماتے ہیں :۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت ابوبکر صدّیق پر رحمتیں نازل فرمائے آپ نے اسلام کو زندہ وتازہ کر دیا۔۔۔۔ اور نیکیوں کا فیضان قیامت تک جاری کر دیا۔ آپ گریہ یعقوب کرنے والے اور خدا کے لئے دُنیا سے منقطع ہونے والے تھے۔ دعا وتضرع مولا کے آگے کرنا، خدا کے حضور گریہ وبکاء کرنا اور آستانۂ الوہیت پر اپنی جبینِ تذلّل سے سجدہ ریز ہونا اور خدا کی خفگی وناراضی سے پناہ مانگنا آپ کی عادت تھی۔ سجدہ میں دعا ونداء کے لئے آپ ہمیشہ کوشاں رہتے اور تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے روتے۔

بلا شبہ آپ فخرِ اسلام اور فخرِ مرسلین تھے اور آپ کے
جوہر لطیف کو خیر البریّہ و افضل خلائق صلی اللہ علیہ وسلم سے
ایک قریبی رشتہ و تعلق تھا ۔۔۔۔ اور آپ کتابِ نبوّت
کے نسخہ اجمالی تھے۔ (ترجمہ سِرّ الخلافہ ص۳۱، ص۳۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمانِ مُبارک ہے :۔

" دَعُوْا اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّہٗ مِنْ تَتِمَّۃِ النُّبُوَّۃِ "

(تفسیر کبیر رازی جلد ۷ ص۲۵۲ مصری)

ابوبکرؓ کی کیا بات !! وہ تو نبوّت کا تتمّہ ہیں ۔

حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تو حضرتِ علیؓ روتے ہوئے آپ کے
مکان کی طرف گئے اور آپ نے آپ کی نعشِ مُبارک کو مخاطب کرتے ہوئے
ایک دردناک خطبہ پڑھا جس میں آپ کے مناقب و محاسن کو بڑے موثر
پیرایہ میں بیان کیا۔ البزاز، مجمع الزوائد" الموافقۃ بین اہل البیت والصحابۃ"
از جار اللہ زمخشری اور کنز العمال میں اس تاریخی خطبہ کا متن محفوظ ہے ۔
(ایضاً "مسند اہلبیت" ص۱۱، ص۱۲، تاریخ اسلام از اکبر شاہ
خاں جلد ۱ ص۳۲۲ مطبوعہ ۱۳۴۳ھ طبع دوم)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں :۔

" وکان افضلھم زعمتَ فی الاسلامِ و انصحھم
للہ ولِرَسُوْلِہ الخلیفۃ وخلیفۃُ الخلیفۃِ ولعمری
ان مکانھما فی الاسلامِ بعظّم و ان المُصَابَ بھما

الجَرْحُ فی الاسلامِ شدیدٌ فرحمھما اللّٰہُ وجزاھُما اَحْسنَ ما عملا "۔ (شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ صہ ۲۱۹)

تم بھی جانتے ہو کہ اسلام میں سب سے افضل اور اللہ اور اس کے رسُول کے سب سے زیادہ خیر خواہ خلیفۂ رسُول حضرت ابو بکر صدّیقؓ ہی تھے اور ان کے بعد دوسرے درجہ پر خلیفہِ خلیفہ (یعنی فاروقؓ) تھے۔ خُدا کی قسم اِسلام میں ان دونوں کا مرتبہ نہایت بلند ہے اور ان دونوں کی وفات سے اسلام کو شدید زخم پہنچا ہے خدا ان دونوں پر رحم فرمائے اور انہیں ان کے کارناموں کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

نواں حوالہ

حضرت مہدی موعود فرماتے ہیں :۔

حضرت ابوبکر فوت ہوئے اور معصوموں کے امام نبیوں کے سردار صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قبر مبارک کے پہلو میں دفن ہوئے گویا آپ نے نہ زندگی میں خدا کے محبوب اور رسول کا دامن چھوڑا اور نہ موت کے بعد بلکہ اس حیاتِ چند روزہ کے بعد بھی وہ اکٹھے رہے۔ (ترجمہ سرّ الخلافہ صہ ۲۲)

(وِصال وتدفین کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حضرت شیخ عبد الحقؒ محدّث دہلوی کی تصنیف " ماثبت من السنہ")۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادہ علیؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی دربارِ نبویؐ میں کیا قدر و منزلت تھی؟ فرمایا جو آج ہے کہ دونوں بزرگ آنحضرتؐ کے پاس لیٹے ہوئے ہیں۔

(موافقۃ بین اہل البیت و الصحابہ از جار اللہ زمخشری)

اللہ اکبر ان کے صدق اور باطنی پاکیزگی کی بلند شان کا کیا کہنا وہ اُس قابلِ فخر مقام میں مدفون ہوئے کہ موسیٰؑ و عیسیٰؑ بھی زندہ ہوتے تو صد رشک و تمنا کرتے۔

(ترجمہ از سر الخلافہ ص ۲۴)

یہاں اِس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ دُشمنانِ اسلام صدیوں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ مقدس اعزاز بھی چھیننے کی جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ۵۵۷ھ ۶۲-۱۱۶۱ء میں عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعشِ مبارک کو سرنگ کے ذریعہ لے جانے کی سازش کی مگر ایک طرف حضرت سلطان نور الدین محمودؒ شہید بن عماد الدین زنگی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ خواب اِس واقعہ کی اطلاع کر دی دوسری طرف عین اس وقت جبکہ نقب لگانے والے قبرِ مبارک کے قریب پہنچنے والے تھے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور گرج اور چمک سے زلزلۂ عظیم پیدا ہو گیا اور پھر سلطان نور الدینؒ بھی لاؤ لشکر سمیت پہنچ گئے اور یہ سازش ناکام ہو گئی۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حلبیوں نے حجرہ شریفہ سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے مقدس جسموں کو نکالنے کا منصوبہ

قبة النبي عليه الصلاة والسلام وأبي بكر الصديق وعمر رضي الله عنهما بالمسجد النبوي بالمدينة المنورة

حقوق النقل والطبع والنشر محفوظة ومسجلة باسم مصوره اللواء ابراهيم رفعت باشا أمير الحج المصري

في محرم سنة ١٣٢١ هجرية
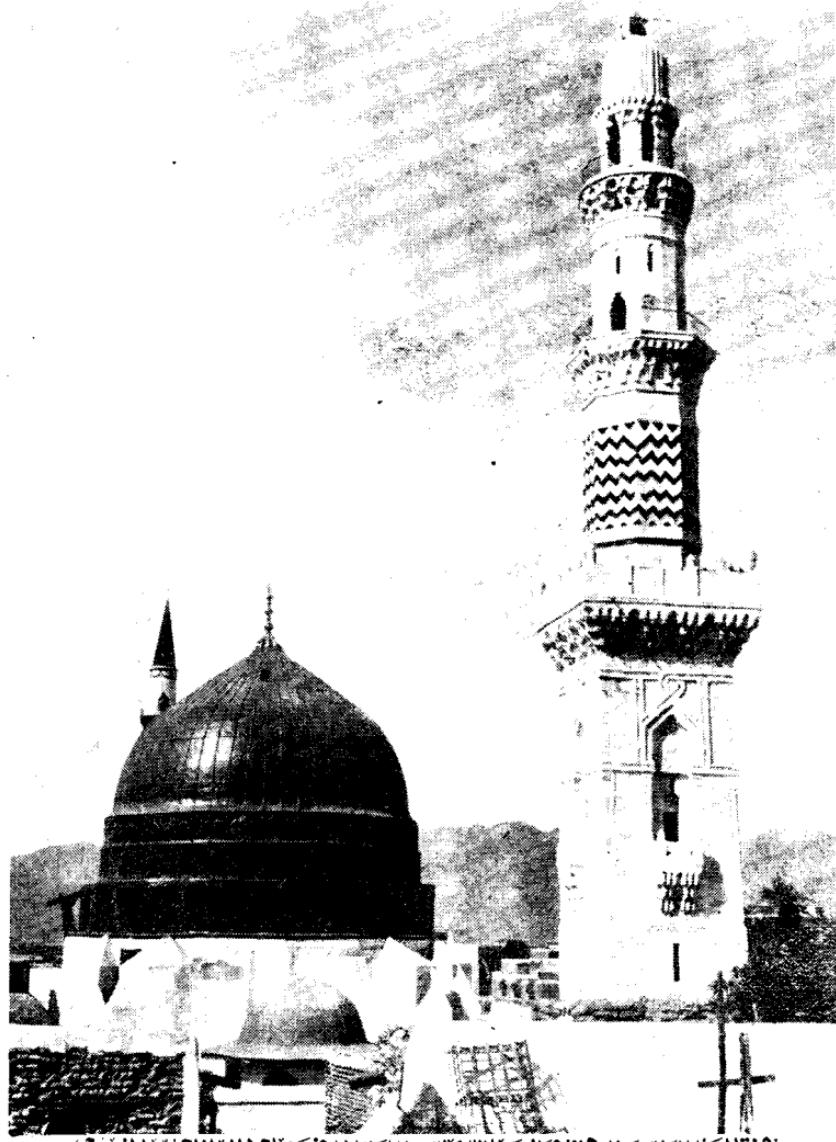
باندھا۔ یہ چالیس آدمی تھے۔ امیرِ مدینہ سے گٹھ جوڑ کر کے رات کو پھاؤڑے،
کدال، شمع اور گرانے اور کھودنے کے اوزار لے کر آئے لیکن ابھی یہ
معاندینِ اُمّت منبرِ نبویؐ کے مقابل بھی نہیں پہنچے تھے کہ زمین پھٹ گئی
اور اس نے ان سب کو مع اُن کے آلات کے نگل لیا۔

(تاریخ مدینہ از حضرت عبد الحق محدّث دہلویؒ (مترجم) صفحہ ۱۲۷ و
صفحہ ۱۳۰ ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی)

حضرت سیّدنا ابوبکرؓ صدّیقؓ کی آخری وصیّت

میرے پیارے بزرگو اور بھائیو! حضرت مہدی موعود علیہ السّلام کی زبانِ مُبارک سے حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے عہدِ خلافت پر مختصراً روشنی ڈالنے کے بعد آخر میں آپ کی خدمت میں نہایت ادب اور دردِ دل سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۲۲ اگست ۶۳۴ء کو سیّدنا حضرت ابوبکر صدّیقؓ کا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرح ۶۳ سال کی عمر میں (مروّج الذہب جلد ۱ ص۲۸۶ از ابوالحسن مسعودی مصر ۱۳۰۳ھ) وصال ہوُا تو شام کے محاذ پر یرمُوک کے میدان میں کُفر و اسلام کی جنگ لڑی جا رہی تھی (طبری جلد ۲ ص۲۳) یہی وہ معرکہ ہے جس کے آغاز میں رومیوں نے ایک عرب جاسوس مسلمانوں کے لشکر میں بھیجا تو اس نے ایک دن اور ایک رات اسلامی افواج کا قریبی مشاہدہ کرنے کے بعد یہ اطلاع دی کہ

"بِاللّیل رُھبانٌ و بالیوم فرسان"

(سیرت الصدّیقؓ ص۹۰ مصنّفہ محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی مطبع احمدی علیگڑھ ۱۳۳۲ھ)

کہ مسلمان مجاہدوں اور غازیوں کا عیسائیوں کی بڑی سے بڑی حکومت مقابلہ نہیں کرسکتی۔ یہ وہ یگانہ روزگار لوگ ہیں جو دن میں شہسواری کے جوہر دکھاتے اور راتوں کو اپنی سجدہ گاہوں کو اپنے آنسوؤں سے تر کر دیتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے چند دن قبل یہ وصیّت

فرمائی کہ

"ولا یزالُ الجہادُ لا ھل عدا وتہ حتّٰی ید ینوا
دینَ الحقِّ و یُقِرُّوا بحکم الکتابِ"

(کنزالعمال جلد ۳ ص ۱۴۵)

جب تک ایک متنفّس بھی دینِ حق سے باہر ہے اور کتاب اللہ کے فیصلہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ نہیں پڑھ لیتا جہاد جاری رہے گا۔

دُنیائے اِسلام معرکہ یرموک کے دَور میں

شجرِ اسلام کی سرسبز شاخو! چودہ سو سال کی زبردست آویزش اور کشمکش کے باوجود کلمۂ طیّبہ پڑھنے والوں کی تعداد دُنیا کی مجموعی آبادی کے صرف چوتھائی حصّہ کے برابر پہنچ سکی ہے اور تمام غیر اسلامی طاقتیں اپنے علمی اور مذہبی اور مادّی اسلحہ کے ساتھ اسلام اور خانہ کعبہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ باندھ رہی ہیں اور پُوری دُنیائے اسلام معرکۂ یرموک کے دَور میں داخل ہو چکی ہے۔ یہ صورتِ حال ایک سچّے مسلمان کے دِل میں درد کا ایک طوفان ضرور پیدا کر دیتی ہے مگر مایوسی پیدا نہیں کر سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کر رکھا ہے

"کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً ۢ بِاِذْنِ اللّٰہِ"

(البقرہ : ۲۵۰)

حضرت امام ابوالحسن فرماتے ہیں :-

" اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَرَادَ اَمْرًا قَلَّلَ الْکَثِیْرَ وَکَثَّرَ الْقَلِیْلَ "

(بحارالانوار جلد ۱۳ ص۱۸۸ مطبوعہ ایران)

جب اللہ تعالیٰ کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو وہ بہتوں کو تھوڑے اور تھوڑوں کو بہت کر دیتا ہے۔

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ پُرمعارف ارشاد ہے کہ

" یَبْعَثُ اللّٰہُ النَّبِیَّ وَحْدَہٗ ثُمَّ یَجْتَمِعُ اِلَیْہِ نَاسٌ قَلِیْلٌ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ثُمَّ یَکُوْنَ الْقَلِیْلُ کَثِیْرًا

(دُرِّ منثور جلد ۶ ص۸۳ للسیوطیؒ)

اللہ تعالیٰ نبی کو تنہا بھیجتا ہے۔ پھر اس کے گرد چند لوگ جمع ہو جاتے ہیں جو اس پر ایمان لے آتے ہیں مگر بالآخر ایسا انقلابِ عظیم برپا ہو جاتا ہے کہ یہ اقلیّت اکثریّت میں اور اکثریّت اقلیّت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

ع ہے یہ تقدیرِ خداوند کی تقدیروں سے

اس سلسلہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے بھی یہ پیشگوئی فرمائی

" اِذَا قَامَ الْقَائِمُ الْمَھْدِیُّ لَا یَبْقٰی اَرْضٌ اِلَّا نُوْدِیَ فِیْھَا شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ " (ینابیع المودّۃ مؤلفہ حضرت شیخ سلیمان البلخی طبع دوم مکتبہ العرفان بیروت و بحار الانوار جلد ۱۳ ص۱۸۸)

کہ جب مہدئ موعود ظاہر ہوں گے تو دُنیا کا گوشہ گوشہ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی پُرشکوہ اور دِلربا آواز سے گونج اُٹھیگا۔

زمیں سے ظُلمتِ شِرک ایک دم میں ہو گی دُور
ہُوا جو جلوہ نما لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه
بروزِ حشر سبھی تیرا ساتھ چھوڑیں گے
کرے گا ایک وفا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه

(المصلح الموعودؓ)

حضرت مہدیِ موعودؑ کی جماعت کا فرض

اِس عظیم الشّان پیشگوئی کے مطابق تمام اقوامِ عالم کے دلوں کو جیتنے اور خاتَم الانبیاء محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مُبارک قدموں میں لانے کی اصل ذمّہ داری اُس موعُود جماعت پر ہے جس سے مہدئ موعودؑ اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کی ہے اور اپنے خدا سے خدمتِ اسلام کا نیا عہد باندھا ہے۔ ؎

عشقِ خُدا کی مے سے بھرا جام لائے ہیں
ہم مصطفٰے کے ہاتھ پر اسلام لائے ہیں

(المصلح الموعودؓ)

حضرت مہدیِ موعودؑ کے خلیفہ دوم سیّدنا حضرت المصلح الموعُودؓ نے

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی آخری وصیت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہاں تک فرمایا کہ :۔

" اگر ہمارے چمڑوں کے تسمے بنائے جائیں اور اسلام کا جو جسم تیار ہو رہا ہے اس کے جوتوں میں باندھنے کے کام آجائیں تو یہ ایک ایسی عزت ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی "

(الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۴۵ء صـ۳ کالم ۲)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک ایک احمدی کو مخاطب کرکے بتایا کہ :۔

" آج خانہ کعبہ کی حفاظت کے لئے گولیاں کھانا تمہارا فرض ہے ... تمہارے سپرد خدا تعالیٰ نے خانہ کعبہ اور اسلام کی حفاظت کا کام کیا ہے "

(سیرِ رُوحانی جلد ۱ صـ۲۱۴ ۔ صـ۲۱۶ مطبوعہ ۱۹۵۴ء
ناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ)

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کی عظیم الشّان پیشگوئیاں

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے جماعتِ احمدیہ کو اس کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے کے علاوہ یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ اس کمزور جماعت کے ہاتھوں اِسلام کی عالمگیر رُوحانی حکومت کا قیام خدا کی اٹل تقدیروں میں سے ہے چنانچہ ۱۹۴۴ء میں حضور نے ہندوستان کے دارالسلطنت دہلی میں اپنے

ایک پُر اثر خطاب کے دَوران فرمایا :-

" مَیں اس خُدائے واحد لاشریک لہ کی قَسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھُوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ۔۔۔۔ آخر ایک دن میرے اور میرے شاگردوں کے ذریعہ سے رسُول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کلمہ ساری دُنیا پڑھے گی اور ایک دن آئے گا کہ جب ساری دُنیا پر۔۔۔۔ اسلام کی حکومت قائم ہو جائے گی "

(رسالہ " الفرقان " قادیان - اپریل ۱۹۴۴ء صہ ۹۹)

پھر حضور نے دس برس بعد ربوہ کے اسی پلیٹ فارم پہ ایک جلالی تقریر کرتے ہوئے فرمایا :-

" اگر تم اپنے وعدوں پر پُورے رہو۔ اگر تم اپنی بیعت پر قائم رہو تو خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ رسولِ کریم کا تاج ۔۔۔ تم پھر محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر پر رکھو گے ۔۔۔ کچھ عرصہ تک تمہارے بوجھ بڑھتے چلے جائیں گے کچھ عرصہ تک تمہاری مصیبتیں بھیانک ہوتی چلی جائیں گی۔ کچھ عرصہ تک تمہارے لئے ناکامیاں ہر قسم کی شکلیں بنا بنا کر تمہارے سامنے آئیں گی لیکن پھر وہ وقت آئے گا جب آسمان کے فرشتے اُتریں گے اور وہ کہیں گے بس ہم نے ان کا دِل جتنا دیکھنا تھا دیکھ لیا۔ جتنا امتحان لینا تھا لے لیا۔ خدا کی

مرضی تو پہلے سے یہی تھی کہ ان کو فتح دے دی جائے۔ جاؤ ان کو فتح دے دو۔ اور تم فاتحانہ طور پر اسلام کی خدمت کرنے والے اور اس کے نشان کو پھر دُنیا میں قائم کرنے والے قرار پاؤ گے۔"

(الفضل ۲۸ر اکتوبر ۱۹۵۵ء صفحہ ۵)

۵۔ مٹا کے نقش و نگارِ دیں کو یونہی ہے خوش دشمنِ حقیقت
جو پھر کبھی بھی نہ مٹ سکے گا اب ایسا نقشہ بنائیں گے ہم
مٹا کے کفر و ضلال و بدعت کریں گے آثارِ دیں کو تازہ
خدا نے چاہا تو کوئی دن میں ظفر کے پرچم اُڑائیں گے ہم

(کلامِ محمود)

BIBLIOGRAPHY

تفسیر

۱ - تفسیر حسن عسکریؑ - از حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام - ولادت ۲۳۱ھ - شہادت ۲۶۰ ھ (مطبع جعفری - طبع ۱۳۱۰ ھ)

۲ - مجمع البیان فی تفسیر القرآن - از حضرت شیخ ابوعلی فضل ابن الحسن الطبرسی الطوسی، السبزواری المشہدیؒ متوفی ۵۴۸ ھ (اشاعت ۱۲۸۴ھ)

۳ - جلالین - از حضرت جلال الدین محمد بن احمد المحلیؒ - ولادت ۷۹۱ھ وفات ۸۶۴ ھ - وحضرت امام جلال الدین سیوطیؒ - ولادت ۸۴۹ ھ وفات ۹۱۱ ھ (ناشر عیسی البابی والحلبی وشرکاء قاہرہ مصر - اشاعت ربیع الاوّل ۱۳۳۲ ھ)

۴ - تفسیر قُمّی - از ثقۃ الاسلام حضرت شیخ علّامہ محمد بن یعقوب الکلینی الرازی البغدادیؒ متوفی ۳۲۹ ھ (مطبوعہ ایران ۱۳۱۳ ھ)

۵ - تفسیر صافی - از حضرت محمد بن مرتضیٰ مُلّا محسن الکاشانیؒ - گیارھویں صدی کے مفسّر -

۶ - تفسیر کبیر - از حضرت امام فخر الدین محمد بن عمر الرازیؒ - ولادت ۵۴۴ ھ - وفات ۶۰۶ ھ (ناشر مکتبہ عبدالرحمٰن محمد - جامع الازہر مصر)

۷ - تفسیر رُوح المعانی - از خاتمۃ الادباء حضرت العلّامہ الامام السیّد محمود بن عبداللہ الحسینی الالوسی البغدادیؒ - ولادت ۱۲۱۷ ھ - وفات ۱۲۷۰ھ (طبع اوّل - مطبع الکبری المیریہ بولاق مصر ۱۳۰۱ ھ)

۸ ۔ دُرِّ منثور ۔ از خاتمۃ الحفاظ المحدثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ
(المطبعۃ المیمنہ مصر۔ شوال ۱۳۱۴ھ)

۹ ۔ تفسیر ثنائی مقدمہ حصہ اوّل از مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مدرس اوّل مدرسہ تائید الاسلام امرتسر۔ ولادت ۱۸۶۸ء ۔ وفات ۱۹۴۸ء ۔

حدیث و اُصول حدیث

۱ ۔ بخاری ۔ از حضرت امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ ۔ ولادت ۱۹۴ھ ۔ وفات ۲۵۶ھ
(مطبع عثمانیہ مصریہ ۱۳۵۱ھ)

۲ ۔ مُسلم ۔ از حضرت مسلم بن حجاجؒ ۔ ولادت ۲۰۴ھ ۔ وفات ۲۶۱ھ (ناشر مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہٗ بمصر ۱۳۴۸ھ)

۳ ۔ موطا امام مالک ۔ از حضرت امام مالک بن انسؓ ۔ ولادت ۹۵ھ ۔ وفات ۱۷۹ھ
(مطبع احمدی دہلی ۱۲۶۶ھ)

۴ ۔ کنز العمال ۔ از حضرت شیخ علاء الدین علی المتقی الہندیؒ (تصنیف ۹۵۷ھ
مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۱۲ھ)

۵ ۔ کنوز الحقائق ۔ از حضرت علامہ عبد الرؤوف بن تاج العارفین مناوی القاہری الشافعیؒ ۔ ولادت ۹۵۳ھ ۔ وفات ۱۰۳۱ھ (ترجمہ شائع کردہ محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور ۱۹۳۰ء طبع اوّل)

۶ ۔ موطا امام محمد ۔ از حضرت امام محمد بن الحسن الشیبانی فقیہہ الحنفیؒ ۔ ولادت ۱۳۱ھ

ولادت ۱۸۹ھ (مترجم شائع کردہ ملک سراج الدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور)

۷۔ موضوعاتِ کبیر۔ از حضرت امام علی القاری الہرویؒ امام اہلسنّت۔ متوفّٰی ۱۰۱۴ھ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۵ھ)

۸۔ الفوائد المجموعہ فی بیان حدیث موضوعہ۔ از حضرت امام محمد بن علی شوکانیؒ ولادت ۱۱۷۴ھ وفات ۱۲۵۰ھ

۹۔ تعقّباتِ سیوطی۔ از حضرت علّامہ جلال الدین سیوطیؒ (مطبع محمدی لاہور ۱۸۸۶ء/۱۳۰۴ھ)

۱۰۔ عجالہ نافعہ۔ از حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ۔ ولادت ۱۱۵۹ھ۔ وفات ۱۲۳۹ھ۔ (مترجم۔ ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

۱۱۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ از حضرت الشیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزیؒ (تصنیف ۷۳۷ھ مطبع فاروقی دہلی ۱۳۰۷ھ)

۱۲۔ مسند اہلبیت۔ از محمد بن محمد الباقری (مترجم محمد سلیمان کیلانی۔ طبع ۱۳۷۳ھ ناشر شمس الدین تاجر کتب لاہور)

۱۳۔ الاصول من الجامع الکافی۔ از رئیس المحدّثین الشیخ الامام الحافظ ثقۃ الاسلام ابوجعفر حضرت محمد بن یعقوب بن اسحٰق الکلینی الرازیؒ متوفّٰی ۳۲۹ھ (مطبع نولکشور ۱۳۰۲ھ)

۱۴۔ الفروع من الجامع الکافی۔ از حضرت محمد یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ (مطبع نولکشور ۱۳۰۲ھ)

فقہ

۱۔ کشف الغمہ عن جمیع الامہ۔ از حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رح متوفی ۹۷۶ھ
(مطبع مصطفی البابی الحلبی و اولادہ بمصر ۱۹۵۱ء)

۲۔ جلاء العیون۔ از شیخ الاسلام عمدۃ المحدثین حضرت علامہ محمد باقر مجلسی رح
ولادت ۱۰۳۷ھ۔ وفات ۱۱۱۰ھ (طبع سوم۔ ناشر سید عبد الحسین
تاجر کتب خانہ اثنا عشری محلہ درگاہ سردار باغ لکھنؤ ۱۹۱۹ء)

تاریخ، سیرت، سوانح

۱۔ شرح مواہب اللدنیہ۔ از حضرت الامام العلامہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی
المالکی رح۔ ولادت ۱۰۵۵ھ۔ وفات ۱۱۲۲ھ (طبعۃ اولیٰ مطبعۃ الازہریہ
المصریہ ۱۳۲۵ھ)

۲۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ۔ از حضرت شہاب الدین احمد بن علی۔ ابن حجر عسقلانی رح
ولادت ۷۷۳ھ۔ وفات ۸۵۲ھ (مطبع مدرسۃ الاسقف فی
کلکتۃ المحروسہ)

۳۔ تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس۔ از حضرت الامام شیخ حسین بن محمد
دیار بکری رح۔ متوفی ۹۶۶ھ۔ (مطبعۃ الفقیر عثمان عبد الرزاق۔ طبع
اول ۱۳۰۲ھ)

۴۔ تاریخ الخلفاء۔ از حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رح (ناشر مہتمم و مالک

مطبع فخر المطابع لکھنؤ)
۵ ۔ الکامل فی التاریخ جلد ۲ ۔ از حضرت العلّامہ ابی الحسن علی بن ابی الکرم المعروف ابن اثیر الجزریؒ۔ ولادت ۵۴۴ھ۔ وفات ۶۰۶ھ۔
۶ ۔ تاریخ الرسل و الملوک جلد ۴ ۔ از حضرت ابوجعفر محمد بن جریر الطبریؒ۔ ولادت ۲۲۴ھ۔ وفات ۳۱۰ھ (مطبوعہ ۱۸۹۰ء)
۷ ۔ تاریخ اشاعتِ اسلام ۔ از حضرت مولانا شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی مرحوم۔ متوفّی ۱۲ر اکتوبر ۱۹۷۲ء۔ (ناشر غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور)
۸ ۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب ۔ از حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ ولادت ۹۵۸ھ۔ وفات ۱۰۵۲ھ (مترجم ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ۔ کراچی)
۹ ۔ مروّج الذہب۔ از حضرت ابوالحسن علی بن الحسین بن علی المسعودیؒ۔ المتوفّٰی ۳۴۶ھ (مطبع ازہریہ مصر۔ طبع اوّل ۱۳۰۳ھ)
۱۰ ۔ بحار الانوار جلد ۱۳ ۔ از شیخ الاسلام حضرت علّامہ محمد باقر مجلسیؒ ۔ ولادت ۱۰۳۷ھ۔ وفات ۱۱۱۰ھ۔
۱۱ ۔ مدّعیانِ نبوّت ۔ اعتضاد السّلطنۃ ناشر موسسہ انتشاراتِ آسیا تہران اشاعت ۱۳۴۳ ۔ (یہ ایرانی کیلنڈر ہے۔ شاہد)
۱۲ ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط ۔ از مولانا خورشید احمد فاروقی استاد ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی ندوۃ المصنّفین اُردو بازار

جامع مسجد دہلی ۶ (طبع اول دسمبر ۱۹۶۰ء)

۱۳۔ ینابیع المودۃ۔ از شیخ السید سند سلیمان الحسینی البلخی العظیمیؒ۔ ولادت ۱۲۲۰ھ۔ وفات ۱۲۹۴ھ (مکتبہ العرفان بیروت۔ مطبوعہ قاہرہ۔ ۱۳۵۴ھ)

۱۴۔ حیاتِ محمدؐ۔ از محمد حسین ہیکل قاہرہ۔ ولادت ۱۳۰۵ھ وفات ۱۳۷۶ھ۔ (مطبع مصر ۱۳۵۴ھ)

۱۵۔ تذکرۃ الاولیاء۔ از حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ۔ ولادت ۵۱۳ھ۔ وفات ۶۲۷ھ (مطبع محمدی لاہور ۱۳۰۷ھ)

۱۶۔ اشاعتِ اسلام۔ از مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب ناظم دار العلوم دیوبند (ناشر کتب خانہ رحیمیہ قصبہ رائے پور ضلع سہارنپور یوپی ۱۳۴۵ھ)

۱۷۔ جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب۔ از حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ۔ ولادت ۹۵۸ھ۔ وفات ۱۰۵۲ھ (مترجم حکیم سید عرفان علی پیلی بھیت۔ ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ۔ کراچی)

۱۸۔ تاریخِ اسلام۔ از سید امیر علی صاحب سی آئی۔ ای۔ ای۔ ایل۔ ڈی۔ ڈی ایل پریوی کونسلر۔ ولادت ۱۸۶۷ء (ترجمہ باری علیگ۔ نظر ثانی صوفی تبسم خنیا۔ ناشر اردو اکیڈمی لاہور۔ طبع سوم جولائی ۱۹۶۹ء)

۱۹۔ ابوبکر صدیقؓ۔ عمر ابو النصر (مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی مرحوم متوفی ۹ جنوری ۱۹۶۲ء۔ ناشر ادارہ فروغِ اردو۔ لاہور)

۲۰۔ مولانا مودودی اپنوں اور بیگانوں کی نظر میں۔ از جناب محمد یوسف

صاحب (ناشر مکتبہ الحبیب اچھرہ لاہور۔ نومبر ۱۹۵۵ء)
۲۱۔ جہادِ صدّیقِ اکبر۔ از میجر جنرل محمد اکبر خاں کرنل کمانڈنٹ رائل پاکستان آرمی سروس کور (ناشر فیروز سنز لاہور۔ طبع اوّل)
۲۲۔ انسان العیون فی سیرت الامین المامون۔ از حضرت علی بن برہان الدین حلبیؒ۔ المتوفّٰی ۱۰۴۴ھ (ناشر محمد آفندی مصطفٰی مصر)
۲۳۔ الخصائص الکبریٰ۔ از حضرت علّامہ جلال الدین سیوطیؒ (مطبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن۔ طبع اوّل ۱۳۱۹ھ)
۲۴۔ شواہد النبوّۃ۔ از حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامیؒ۔ المتوفّٰی ۸۹۸ھ (مترجم۔ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ۔ لاہور)
۲۵۔ ماثبت من السنّۃ۔ از حضرت شاہ عبد الحقؒ محدّث دہلوی۔ ولادت ۹۵۸ھ وفات ۱۰۵۲ھ (مترجم مولانا مفتی حکیم سیّد غلام معین الدین نعیمی۔ ناشر ادارہ نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم لال کھوہ موچی گیٹ لاہور)
۲۶۔ کتاب المہدی۔ از استاذ الفقہاء والمتکلّمین آیت اللہ العظمٰی السیّد صدر الدین صدر۔ ولادت ۱۲۹۹ھ۔ وفات ۱۳۷۳ھ (ناشر کتاب فروشی اسلامیہ مطبوعہ طہران)
۲۷۔ اُسوۂ صحابہ۔ از مولانا عبد السلام ندوی۔ ولادت ۱۳۰۰ھ (ناشر دار المصنّفین اعظم گڈھ ۱۹۲۲ء)
۲۸۔ سیرت النبی حصہ اوّل۔ از شمس العلماء حجّۃ الملّۃ والدین علّامہ شبلی نعمانی مرحوم۔ ولادت ۱۳۰۵ھ۔ وفات ۱۳۳۲ھ (ناشر مولوی

مسعود علی صاحب ندوی۔ مطبع معارف اعظم گڈھ۔ طبع دوم ۱۳۴۱ھ)

۲۹۔ مختصر سیرت الرسول۔ از مجددِ اسلام حضرت امام محمد بن عبد الوہابؒ۔
ولادت ۱۱۱۵ھ۔ وفات ۱۲۰۶ھ (مطبع السنۃ المحمدیہ ۱۶ شارع
شریف باشا الکبیر قاہرہ ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء)

۳۰۔ مشجر الاولیا۔ از سید العارفین حضرت محمد نور بخش القہستانیؒ متوفیٰ ۸۶۹ھ
(ناشر شمس الدین تاجر کتب مسلم مسجد چوک انارکلی۔ لاہور)

۳۱۔ سیرت الصدیق۔ از محمد حبیب الرحمٰن خاں شیروانی حبیب گنج ضلع علی گڑھ
ولادت ۱۲۸۳ھ (مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۳۲ھ)

۳۲۔ الصدیق۔ از حافظ عبد الرحمٰن صاحب امرتسری۔ ولادت ۱۲۵۶ھ وفات
۱۳۲۵ھ (مطبع بازار امرتسر ۱۸۹۷ء)

۳۳۔ اہلِ کتاب صحابہ اور تابعین۔ از مولوی مجیب اللہ صاحب ندوی رفیق
دار المصنفین (معارف پریس اعظم گڈھ۔ مطبوعہ ۱۹۵۱ء)

۳۴۔ میخانہ درد۔ از خواجہ سید ناصر نذیر فراق دہلوی۔ ولادت ۱۲۸۲ھ
وفات ۱۳۵۱ھ (مطبوعہ حیدر برقی پریس دہلی مارچ ۱۹۱۰ء)

کلام، عقائد

۱۔ نبراس شرح عقائد نسفی۔ از حضرت الحافظ محمد عبد العزیز الفرہاری الملتانیؒ
مولف "کوثر النبی" (مطبع ہاشمی میرٹھ طبع اول ۱۳۱۸ھ)

۲۔ ازالۃ الخفاء۔ از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ ولادت ۱۱۱۴ھ

وفات ۱۱۷۱ھ (مطبع صدّیقی بریلی)

۳۔ منار الہدیٰ فی اثبات النص علیٰ ائمۃ اثنا عشر۔ از مصدر العلوم محی المعارف قدوۃ العلماء والمتکلّمین حضرت الشیخ علی بن عبداللہ بن علی التستری متوفّٰی ۱۳۱۹ھ (تصنیف ۱۲۹۵ھ۔ ناشر الشیخ علی المحلّاتی الحائری مطبع گلزار حسنی بمبئی ۱۳۲۰ھ)

۴۔ نہج البلاغت۔ مجموعہ خطبات و مکتوبات اسد اللہ الغالب سیّدنا حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ۔ ولادت ۲۳ سنہ قبل از ہجرت وفات ۴۰ھ (مرتبہ الشریف المرتضیٰ ابو القاسم علی بن طاہر الحسینیؒ متوفّٰی ۴۳۶ھ۔ ناشر فخر الحجاج حاجی شیخ رضا کتاب فروش مطبوعہ تہران ۱۳۰۲ھ)

۵۔ شرح ابن حدید۔ از ابو حامد حضرت عبد الحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن محمد بن الحسین المدائنی المعروف ابن ابی حدیدؒ۔ ولادت ۵۸۶ھ وفات ۶۵۵ھ۔

فرمودات حضرت مہدی موعودؑ

(ولادت ۱۲۵۰ھ۔ وفات ۱۳۲۶ھ)

۱۔ براہینِ احمدیہ حصّہ اوّل تا چہارم — اشاعت ۱۸۸۰ء-۱۸۸۴ء — (مطبوعہ سفیر ہند پریس امرتسر و مطبع ریاض ہند امرتسر باہتمام محمد حسین صاحب مُراد آبادی)

۲۔ سرّ الخلافہ۔ (مطبع ریاض ہند پریس امرتسر محرم ۱۳۱۲ھ)
۳۔ مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل۔دوم۔سوم از ۱۸۷۸ء تا ۱۹۰۸ء (ناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ)
۴۔ ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد اوّل تا دہم (ناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ)

فرمودات حضرت مصلح موعودؓ

(ولادت ۱۳۰۶ھ۔ وفات ۱۳۸۵ھ)

۱۔ اسلام میں اختلافات کا آغاز۔ (لیکچر ۲۶ فروری ۱۹۱۹ء زیر انتظام مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی اسلامیہ کالج لاہور)
۲۔ خلافتِ راشدہ۔ لیکچر جلسہ سالانہ قادیان مورخہ ۲۸-۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء (ناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ۔ طبع اوّل دسمبر ۱۹۶۱ء)
۳۔ سیرِ رُوحانی جلد دوم مجموعہ تقاریر ۱۹۴۸ء۔ ۱۹۵۰ء۔ ۱۹۵۱ء (ناشر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ طبع اوّل اپریل ۱۹۵۶ء)

کُتب مصنّفینِ احمدیّت

۱۔ خلافتِ راشدہ۔ از حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی۔ ولادت ۱۸۵۸ء۔ وفات ۱۹۰۵ء (مطبوعہ قادیان ۱۹۲۲ء)
۲۔ فضائلِ صحابہ کرام۔ از مولانا محمد اسداللہ صاحب قریشی مربّی سلسلہ احمدیہ

مورخ کشمیر۔ ولادت ۱۹۲۶ء (ناشر نظارت اشاعت لٹریچر و
تصنیف صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ مئی ۱۹۷۴ء)

اخبارات و رسائل سلسلہ عالیہ احمدیہ

۱۔ روزنامہ الفضل (قادیان) ۱۰ ستمبر ۱۹۴۵ء

۲۔ 〃 〃 (ربوہ) ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء

۳۔ ماہنامہ فرقان (قادیان) اپریل ۱۹۴۴ء

اُردو اَدب

۱۔ مقالات سرسید جلد ۷۔ مرتبہ حضرت مولانا شیخ محمد اسمٰعیل صاحبؓ پانی پتی
متوفّٰی ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۲ء (ناشر مجلس ترقیٔ اَدب لاہور)

۲۔ اقبال نامہ حصہ اوّل۔ مرتبہ شیخ عطاء اللہ صاحب ایم۔اے شعبہ معاشیات
مُسلم یونیورسٹی علی گڑھ (ناشر شیخ محمد اشرف صاحب کشمیری بازار لاہور)

۳۔ نوادرات۔ از علامہ اسلم جیراجپوری۔ ولادت ۱۸۸۱ء۔ وفات ۱۹۵۵ء
(ناشر ادارہ طلوعِ اسلام کراچی ۱۹۵۱ء)

۴۔ تفہیمات۔ از مولانا سیّد ابوالاعلیٰ صاحب مودودی بانی جماعتِ اسلامی
ولادت ۱۹۰۳ء (طبع چہارم ۱۹۴۷ء ناشر مکتبہ جماعتِ اسلامی پٹھانکوٹ)

۵۔ تنقیحات۔ از مولانا سیّد ابوالاعلیٰ صاحب مودودی بانی جماعتِ اسلامی
ولادت ۱۹۰۳ء (طبع ہفتم مکتبہ جماعتِ اسلامی پاکستان)

۶۔ شاہکار رسالت۔ ازجناب غلام احمد صاحب پرویز (ناشر ادارہ طلوعِ اسلام لاہور)

مستشرقین کا لٹریچر

۱۔ دی ہسٹری آف دی ڈی کلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر جلد ۶۔ از ایڈورڈ گبن۔ ولادت ۱۷۳۷ء۔ وفات ۱۷۹۴ء (ناشر لنڈن جارج بیل اینڈ سنز ۱۹۰۰ء)

۲۔ لائیوز آف دی سیکسیسرز آف محمد۔ از واشنگٹن اروِنگ لنڈن ولادت ۱۷۸۳ء۔ وفات ۱۸۵۹ء (مطبوعہ البرٹ سٹریٹ لنڈن ۱۹۵۰ء)

۳۔ تمدن عرب۔ گستاولی بان فرانسیسی۔ (مترجم شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی مطبوعہ اعظم سٹیم پریس حیدر آباد دکن۔ طبع دوم مئی ۱۹۳۶ء)

۴۔ اورینٹل ریلیجنز سیریز جلد ۸۔ از جان فارمن ہالسٹر (ناشر لوزاک اینڈ کمپنی لمیٹڈ لنڈن ۱۹۵۳ء)

۵۔ مطالعۂ تاریخ۔ تالیف آرنلڈ جوزف ٹائن بی۔ ولادت ۱۸۷۹ء۔ وفات ۱۹۷۵ء۔ تلخیص ڈی۔سی۔سومرویل (مترجم مولانا غلام رسول صاحب مہر۔ ناشر مجلس ترقی ادب ۲۔ کلب روڈ لاہور۔ ۶۴-۱۹۶۳ء)

۶ ۔ دی اسلامک ورلڈ۔ از مارلین روبنسن والڈین۔
۷ ۔ تاریخِ شام۔ از ڈاکٹر فلپ خوری حتّی۔ ولادت ۱۸۸۶ء (مترجم مولانا غلام رسول صاحب مہرؔ۔ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

ناشر . . . . . ادارۃ المصنفین ربوہ
مطبع . . . . . پنکو پریس لاہور
تعداد طبع . . . . ایک ہزار